نعتیہ مجموعہ
وجدان
یاور وارثی
وجدان
یاور وارثی
Smile Graphics

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعتیہ مجموعہ

وجدان

وجدان کی روش پہ خراماں ہوئے ہیں وہ
اے شاخِ آرزو گلِ مدحت نثار کر

یاورؔ وارثی

Naatiya Majmooa

Vijdaan

by
Yawar Warsi

نام کتاب	:	وجدان
نام مصنف	:	غلام اسمٰعیل
تخلص	:	یاورؔ وارثی
پتہ	:	۲۴۲/ ۸۸۔ چمن گنج۔ کانپور۔ ۲۰۸۰۰۱
ای۔ میل	:	yawar.warsi@gmail.com
انتخاب وترتیب	:	مولانا محمد قاسم حبیبی برکاتی، سید وسیم الحسن ہاشمی
کمپوزنگ	:	اسمائل کمپیوٹر گرافکس، چمن گنج کانپور (یوپی) انڈیا
		فون نمبر 0091-9455306981
تعداد	:	پانچ سو (۵۰۰)
صفحات	:	دوسوآٹھ (208Pages)
ناشر	:	نجم السعید، رضوان عارف
مطبع	:	شرے آفسیٹ پرائیویٹ لمیٹڈ۔ کانپور
قیمت	:	دوسوروپے (Rs. 200/-)
سن اشاعت	:	۲۰۱۱ء

ملنے کے پتے

۱۔ اسمائل گرافکس، چمن گنج کانپور۔ ۲۰۸۰۰۱ (یوپی) انڈیا

۲۔ نعت اکیڈمی ۲۴۲/ ۸۸۔ چمن گنج۔ کانپور (یوپی) انڈیا

☆

از غمت مسکیں معینؔ ہر دم بہ دردے مبتلاست
اے طبیب عاشقاں بیمار پرسیدن تواں

☆

یا رسول اللہ بحال عاصیاں کن یک نظر
تا شود زاں یک نظر کارِ فقیراں ساختہ

☆

ولی ہند عطائے رسول مقبول سرکار خواجہ غریب نواز
سیدنا معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا

☆

ہم سب کا رخ سوئے کعبہ سوئے محمد روئے کعبہ
کعبے کا کعبہ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بھینی بھینی خوشبو لہکی بیدؔم دل کی دنیا مہکی
کھل گئے جب گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

☆

شاعر دربار سرکار وارث پاک رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا
محبوب العارفین سراج الشعراء لسان الطریقت
حضرت مولانا بیدم شاہ صاحب بیدم وارثیؒ علیہ الرحمہ
دیوہ شریف (یوپی)

انتساب

غلام شہ انام

والد محترم

حضرت افسر ناروی

اور

والدۂ محترمہ

کے

نام

●

یاؔور وارثی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقوش پنہاں کی بازیافت

وقارادب حضرت الحاج پروفیسر سید ابوالحسنات حقی
سابق پرنسپل حلیم مسلم ڈگری کالج کانپور
زیب سجادہ خانقاہ حضرت دادامیاں علیہ الرحمہ بیکن گنج۔کانپور

مرحوم افسر ناروی اپنے زمانے میں کانپور کے سب سے کہنہ مشق اور زود گو شاعر تھے اور اب وہی تمام اوصاف کہیں پر کم اور کہیں پر زیادہ یاور وارثی کے یہاں بھی ہیں۔نوعمری میں کہنہ مشقی کا حصول اپنے آپ میں کوئی معمولی بات نہیں۔میں نے کہا تھا اپنے باپ کے تمام اوصاف کہیں پر کم اور کسی راہ میں بہت زیادہ یاور وارثی کے یہاں موجود ہیں۔اس کی تفصیل یوں بھی ہو سکتی ہے کہ یاور اپنے باپ کی طرح بہت زیادہ کہتے ہیں لیکن باپ کے یہاں انتخاب کی زحمت اٹھانے کی کوئی روایت ہی نہ تھی اور یاور کے یہاں یہ عالم ہے کہ وہ اپنے میزان شعور پر کبھی کبھی اپنے کہے ہوئے اور دوسروں کے پسند کئے ہوئے اشعار کو بھی قربان کر دیتے ہیں۔رطب و یابس کی کوئی ہلکی سی لکیر بھی ان کے یہاں نظر نہیں آتی۔میرا قیاس ہے کہ ان کی ہر غزل اور نعت بیس پچیس اشعار پر مشتمل ہوتی ہے مگر انتخاب کی سان پر اس طرح اشعار چڑھائے جاتے ہیں کہ دس بارہ شعر ہی ان کی تحویل اصلی میں باقی رہ جاتے ہیں۔

شعر بیشک شعور کی بھٹی سے نکلتے ہیں لیکن جنون آگہی کے بغیر شعر دم خم کا اظہار نہیں کر پاتا۔یاور وارثی بیشک اُن شاعروں میں ہیں جن کے شعر سننے کے لئے کانپور کے نامور شعراء منتظر رہتے ہیں۔کانپور میں شعر و سخن کا فقدان کبھی نہیں رہا۔ناطق لکھنوی، حسرت موہانی بلکہ اسی سلسلے کو آپ ناسخ اور علی اوسط رشک تک لے جاسکتے ہیں۔ثاقب کانپوری، کوثر جائسی، شارق ایرایانی، نشور واحدی، فنا نظامی، ندرت کانپوری، زیب غوری، ابوالحسنات حقی، عشرت ظفر، حسن عزیز، زبیر شفائی تو ابھی ہم سب کے ہم سفر ہی رہے ہیں۔بہر حال لکھنؤ کے ذی شعور حلقوں میں اس

کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ اب کانپور سخن وری کی راہ میں لکھنؤ سے آگے قدم رکھ چکا ہے۔ پھر یہ ذیلی سیارہ اپنے مدار میں قائم بالذات ہو گیا۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جتنے شعراء کے میں نے ابھی نام لئے ہیں وہ سب یاور وارثی کی غزل اور نعت سننے کے لئے اپنے اندر تڑپ رکھتے ہیں۔ یہ بڑی بات ہے اور دادِ سخن کے زمرے میں آتی ہے۔

یاور وارثی نے اپنا شعری سفر اس وقت شروع کیا جب جدیدیت اپنے نقوش واضح کر چکی تھی اور پورے شرح و بست کے ساتھ سامنے آچکی تھی۔ دشواری ان کو پیش آئی جو تازگی کے ساتھ روایتی غزل کو سینے سے لگائے ہوئے تھے مثلاً زیب غوری، محمد احمد رمز، زبیر شفائی، عشرت ظفر، ابوالحسنات حقی، ناظر صدیقی جو اپنے راستوں کا تقریباً تعین کر چکے تھے۔ حسن عزیز پہلے خوش قسمت ہیں جنہوں نے اپنا شعری سفر ہی جدیدیت سے شروع کیا اس کے بعد یاور وارثی، سید وسیم الحسن ہاشمی، مصطفٰے فراز، اسلم محمود، آصف صفوی اور حنیف صابری جدیدیت کی راہ پر گامزن ہوئے۔ اس میں ہو سکتا ہے کہ کچھ نام میرے ذہن سے محو ہو گئے ہوں۔

نعتیہ شاعری کا مجموعہ "دشت جنوں دیوانوں کا" جب زیر ترتیب تھا اس وقت نعت کے ضمن میں عشرت ظفر کا نام بھی سامنے آیا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عشرت ظفر کو نعت کے میدان میں بھی دخل ہو گا کیونکہ کبھی بھی گفتگو میں انہوں نے اس سے تعلق خاطر کا نمائشی اظہار بھی نہیں کیا تھا۔ پتہ نہیں کیا آدمی ہے کہ کچھوے کی مانند منہ کی کھال میں بہت سے ہنر اور داؤ چھپائے رکھتا ہے۔ جب ان کا نعتیہ کلام اس انتخاب میں شامل ہوا تو مجھے حیرت آمیز خوشی حاصل ہوئی۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جدیدیت کے تحت ہی کانپور میں نعت گوئی کا عہد شروع ہوتا ہے ورنہ حمد و نعت کا کہنا رسماً ہی تھا تبرکاً بھی نہیں۔ نعت کو جن شعراء نے اپنا مستقل میدان یا جولان گاہ بنایا ہے ان میں قاسم حبیبی اور میکائیل ضیائی کا کوئی جواب نہیں، فکری در و بست میں یہ غزل گو ہیں لیکن منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرنے کی کوشش میں ان لوگوں نے غزل کو تابش جلوہ کے طور پر نعت کی غلامی میں دے دیا ہے۔ ان دو مولاناؤں کے بعد نعت کو سب سے زیادہ جس شخص نے دل اور آنکھوں سے لگایا ہے وہ یاور وارثی کے سوا کوئی دوسرا نہیں۔ کوثر جائسی اور حق بنارسی صاحب کے یہاں جو نعت کا اہتمام اور در و بست نظر آتا ہے اسے یاور وارثی نے خوب خوب برتا ہے اور

اس کاروانِ فکر کو آگے بڑھایا ہے۔

میں نے نعت گوئی میں اختصاص رکھنے والے شعراء کا ذکر آپ کے سامنے کر دیا ہے۔ اس فہرست کو آپ اپنے ذہن میں ایک بار پھر تازہ کر لیں یعنی کوثر جائسی، حق بنارسی، مولانا میکائیل ضیائی، مولانا قاسم حبیبی یاور وارثی اور ناظر صدیقی۔

قاسم صاحب اور میکائیل ضیائی صاحب کے کئی نعتیہ مجموعے شائع ہو کر دلوں کو مسحور کر چکے ہیں۔ اب یاور وارثی کا دوسرا نعتیہ مجموعہ ''وجدان'' پیشِ نظر ہونے کو ہے۔ اس لئے یہی کہا جا سکتا ہے:

''نقاش نقش ثانی بہتر کشد زِ اول''

معاملہ نعت گویوں اور نعت گوئی کا ہے۔ میں اس وادی میں کسی مرتبے اور مقام کے تعین کا حق نہیں رکھتا کیونکہ یہ سب ہم چشم، ہم عہد اور تقریباً یکساں ایک دوسرے کو سمجھنے والے اور ایک دوسرے کی تعبیر اور توجیہ کرنے والے تھے۔ یاور وارثی نے اپنے دوسرے ہمعصروں اور بزرگوں کے مقابلے میں اپنی نعتوں اور غزل کی رمزیت، اشاریت اور اس کے متین لب ولہجہ سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔ غزل خصوصاً جدید غزل کے لب ولہجہ کو پوری دنیا میں شائستگی سے نعت کے لئے کام میں لایا جا رہا ہے۔ اس وقت میرے سامنے پاکستان کی نعت گوئی کے وافر نمونے نہیں ہیں صرف ایک شعر سلیم کوثر کا یاد آ رہا ہے آپ بھی سن لیں اور دیکھیں کہ سلیم کوثر نے اس شعر میں خود غزل کے امکانات کی توسیع کر دی ہے۔ اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہر فن، ہر صنف، ہر ہنر اُجالا پاتا ہے چنانچہ غزل بھی اس سے باہر نہیں۔ اب آپ شعر ملاحظہ فرمائیں:

میرے ہاتھوں سے اور میرے ہونٹوں سے خوشبوئیں جاتی نہیں
میں نے اسم محمد (ﷺ) کو لکھا بہت اور چوما بہت

میں نے اپنے پچھلے سفر میں جو دسمبر ۱۸ء سے جنوری ۱۱ء تک رہا تھا سلیم کوثر کی بیشمار نعتیں سنیں جو اس نے صحن حرم میں گنبد خضرا کے نیچے بیٹھ کر لکھی تھیں جو مجھے سنائیں کاش ان نعتوں کی سماعت میں آپ میرے شریک ہوتے۔ میں رب کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ نعتیں میں نے نہ سنی ہوتیں تو مجھے ان بیشمار دنیاؤں کا نظارہ نصیب نہ ہوتا جو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ نعتیں ہر دور میں کہی گئی ہیں لیکن اس راہ میں اپنی بے بضاعتی کا جو اعلان و اظہار غالب نے کیا ہے وہ

شاید کسی دوسرے کے حصے میں نہیں آیا وہ کہتا ہے:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

فریب کاری تو اس کا شیوہ ہی تھا کیونکہ اس کے سامنے لیلیٰ مجنوں کو برا کہتی تھی۔ یہاں بھی ایک روحانی اور ایمانی دِقّت کو غالب کس طرح سلجھالے گیا سب کچھ اللہ پر چھوڑ کر عقیدت کے آنسو بھی بہار ہا ہے اور مسکرا بھی رہا ہے جیسے کہہ رہا ہو اے اللہ تو نے دیکھ لیا نا کہ میں تیری دی ہوئی توانائی بیدار اور ذہانت کو کیسے کیسے کام میں لے آتا ہوں۔ میرے لئے بھی یہ وقت کچھ ایسا ہی ہے۔

یاور، میکائیل، قاسم حبیبی، ناظر صدیقی سبھی تو میرے سامنے ہیں اور خوب خوب نعتوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ غزل، مثنوی، قصیدہ میں تو میں ایک دوسرے کی برتری کے پہلو نکال سکتا تھا مگر یہاں یہی ہے کہ پروں کو حد سے بڑھانے کی کوشش کی تو پروں کے ساتھ ساتھ خود بھی جھلس جانے کے پورے امکانات موجود ہیں۔

دشت جاں کے موسم کو خوشگوار کرتا ہے اسم باوقار اُن کا
آہوئے تکلم کو بخشتا ہے جولانی مشک اعتبار اُن کا

وقت کے اندھیروں کی ہر دبیز چادر کو تار تار کرتا ہے
گم شدہ زمانوں کا یوں سراغ دیتا ہے سنگ رہگزار ان کا

یہاں گم شدہ زمانوں کا ذکر کر کے اقبال کی مسجد قرطبہ کے شعر کی طرف ہمارے ذہن کو کیسا موڑ دیا ہے:

عشق کی تقویم میں عصر رواں کے سوا
اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام

☆

یہ نعت پاک کا حاصل گمان میں بھی نہ تھا
سکون اتنا کسی سائبان میں بھی نہ تھا

ان اشعار سے بڑی شاعری کی آہٹ سنائی دیتی ہے۔

سالارِ کارواں ہے میر حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا

اوراب سائبان کے سکون کی توجیہ وتشریح دور تک کرتے چلے جایئے:

اک اک شعاعِ مہر نے سجدے کئے ہزار
شہر نبی کے ثابت و سیار دیکھ کر

کیا آپ کو یہ شعر یاد نہیں آیا:

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ہر آدمی کا ہر سوچنے والے کا اندازِ فکر ونظر الگ الگ ہوتا ہے، مجھے تو یہ شعر بے ساختہ یاد آ گیا پتہ نہیں آپ کو دونوں اشعار میں مماثلت نظر آئی یا نہیں۔ مستی وسرشاری کی لہریں یاور کے کلام میں اتنی ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس کی نعت مستی وسرشاری کا خزینہ ہے تو بے جا نہ ہوگا:

ننھی منی رنگ برنگی چڑیوں کا
گلشن گلشن سیر سپاٹا ان کے نام

جبیں پر مل رہا ہے خاک طیبہ ایک دیوانہ
جہاں اس کے قدم ہیں وہ زمیں اب آسماں پر ہے

جب مجھے ذلت و تحقیر سے دیکھا جائے
دولت عزت و توقیر مدینے سے چلے

جس وقت سے دیکھے ہیں مدینے کے بھکاری
سکتے میں ہیں تقدیر شہاں مانگنے والے

پڑھ رہی ہیں قدم سرورِ دیں کے اوراق
حجرۂ خواب میں بیدار ہیں میری آنکھیں

خوشبوؤں کے قافلے ڈالے ہیں ڈیرا شام سے
خانۂ دل رحمت عالم کا گھر ہونے کو ہے

نہیں ہے کوئی بھی ایسی دوری کہ یہ بھی ہے صورتِ حضوری
خیال اُن کی ہی ذاتِ اقدس کا درمیاں ہے ہمارے اُن کے

نعت سننے کے لئے گوشِ سماعت پائے
نعت کہنے کے لئے فکر سخن پائی ہے

الف سے تمت تک پڑھتے چلے جایئے یہی مستی وسرشاری آپ کا دامن پکڑے رہے گی۔ یاور وارثی اپنے وجود میں خاکِ طیبہ کی بے چینی وہ بے چینی جس پر ہزار ہا چین قربان کیئے جاسکتے ہیں رکھتا ہے اور یہ تسلسل عطائے ربی ہے اس کا حصول ہمارے آپ کے بس میں نہیں ہے مگر..................؟

ع...."تا نہ بخشد خدائے بخشندہ"

میں چاہتا ہوں کہ جدیدیت کے حوالے سے اپنے عہد کی شاعری پر ایک نظر اور ڈال لوں ترقی پسند تحریک نے ادب کو بہت کچھ دیا ہے بیانیہ شاعری کے بہت سے طلسم جگائے ہیں زبان و بیان کے بہت سے طلسم بکھیرے ہیں افسانوی ادب کو چار چاند لگائے ہیں مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالقصد دوری نے اس طلسم کو سحر حلال بننے سے روک دیا ہے۔ آج یعنی جدیدیت کی آغوش میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے ہماری وابستگی نے ہمارے نقوش کو نقوشِ جاوداں بنا دیا ہے اور شعر و حکمت کی برکتوں سے مالا مال کیا ہے اس میں ہم سب کا حصہ ہے اور یہ حصہ یاور وارثی کے مقدر میں کتنا آیا ہے اس کا فیصلہ بہت جلد آنے والا وقت کر دے گا۔

حضرات گرامی میرے لئے یہ کم نصیبی کی بات ہوگی کہ میں اس مضمون کے سلسلے میں اس شخص کا نام نہ لوں جس نے مجھے اس کار خیر کی طرف متوجہ کیا اور وہ نام ہے شہر کی نہایت ہی متحرک اور فعال شخصیت جدید لب ولہجہ کے خوش فکر شاعر سید وسیم الحسن ہاشمی کا۔ وہ جس کام کا سرا اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اسے دھرے تک یعنی اختتام تک پہنچائے بغیر دم نہیں لیتا۔ میں بطور خاص سید وسیم الحسن ہاشمی کو دعا دیتا ہوں کہ اللہ اسے دنیائے ادب میں وہ مقام عطا کرے جس کا وہ مستحق ہے۔

سید ابوالحسنات حقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خانقاہی نکہتوں کا امین: یاور وارثی

ہم خانقاہی لوگ تو صرف نسبتوں پر اپنا سرمایۂ محبت نثار کرتے رہتے ہیں۔ جناب یاور وارثی اپنی اسی نسبت وارثیت کی بنیاد پر ہمیں اچھے لگتے ہیں۔ مزید برآں ان کے خوبصورت حمدیہ، نعتیہ اور منقبتی اشعار اپنے احباب کے ذریعہ اور ان کے پہلے مجموعۂ نعت ''برگ ثنا'' کے ذریعہ اور خود ان کی زبانی سننے اور پڑھنے کو ملے تو ایسا لگا کہ یاور صاحب واقعی بڑے ہی پرگو شاعر نعت ہیں جن کا ایک ایک شعر عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امانت دار اور محبت رسول کا مبلغ ہے۔ ان کے پہلے مجموعۂ نعت برگ ثنا نے مقبولیت خواص وعوام حاصل کی، انشاء اللہ ''وجدان'' عاشقان رسول اور عقیدت مندان اولیاء کرام کو اور زیادہ متاثر کرے گا نیز اہل عقیدت کی عقیدتوں کو مزید تڑپ عطا کرے گا کیونکہ تقریباً تیرہ سال کے مزید تجربوں اور مشق ومزاولت نے ان کی فکر کو اور جلا بخشی ہے اور عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نوازشوں سے مزید مالامال کیا ہے۔ مجھے بہت ہی زیادہ مسرتوں اور خوشیوں کا احساس ہو رہا ہے کہ یاور صاحب کا دوسرا مجموعۂ نعت منظر عام پر رونما ہونے والا ہے۔ میری دعا ہے کہ مولائے کل یاور صاحب کو صحت وسلامتی کے ساتھ عمر دراز نصیب فرمائے اور انہیں خدمت نعت ومنقبت کا مزید موقع عنایت فرما کر کشت وفا کو شاداب فرمائے۔ آمین

دعا گو

سید محمد نورالحسن نوابی عزیزی

آستانۂ عالیہ نوابیہ ابوالعلائیہ قاضی پور شریف

ضلع فتح پور (یوپی)

۱۴؍رجب المرجب ۱۴۳۲ھ ۱۷؍جون ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

متاعِ عشقِ محمد (ﷺ)

عشرت ظفر

جب میں کسی قادرالکلام نعت گوشاعر کا کلام دیکھتا ہوں میرے اس نظریے میں مزید پختگی، استواریت واستمراریت پیدا ہوجاتی ہے کہ نعت گوئی کی منزلوں سے وہی شاعر گزر سکتا ہے جس کے وجود کی تحویل میں متاع عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر روافر ہو کہ دیگر تمام دولتیں اس کے آگے اسے ہیچ نظر آتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس صورت میں الفاظ کا دروبست اور لف ونشر خود ہی پیدا ہوتا چلا جاتا ہے اس میں زیادہ تفکر سے کام نہیں لینا پڑتا ہے۔ چونکہ نعت میں مبالغہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لئے اسے عام شاعری غزل ونظم کے زمرے میں نہیں رکھا جاسکتا۔ یہ اس سے بلند تر ہے اور ایسے مقام پر فائز ہے جہاں کوئی صنف شاعری پہونچ نہیں سکتی۔ اس کلام کی ظاہری ہیئت تو دیگر اصناف کی طرح ہوسکتی ہے کیونکہ بات کہنے کی اقسام الگ ہیں اور ہیئتوں کی دنیا الگ ہے لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ بلاغت کے زمرے میں آنے والی صنعتیں کسی نہ کسی طور پر موجود رہتی ہیں جس میں استعارے کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ صنائع بدائع کلام کو ممتاز و افضل بناتے ہیں اور ان کے بغیر کلام میں لطف کی کمی رہ جاتی ہے لیکن نعت میں بھی ان کے حدود مقرر ہیں۔ جہاں تک استعارے کی بات ہے تو استعارہ انسانی زندگی کا اہم ترین پہلو ہے کسی کلام کی کوئی شرط نہیں۔ استعارہ زندگی کا ایک ناقابل شکست حصہ ہے اور کلام کسی بھی شکل میں ہو استعارے سے گریز ممکن نہیں خصوصاً شعر کے فارم میں آنے والا کلام بغیر استعارے کے بے رس اور بے رنگ ہوتا ہے۔ ہماری زندگی میں استعارہ اہم ہے اور کیوں نہ ہو۔ کائنات بھی تو خلاق اعظم کے بے کراں اور محیط وجود کا استعارہ ہے، کلام میں اسما، صفات وضمائر کی شکل میں جو کچھ آتا ہے وہ سب اس کائنات میں موجود ہے۔ تمام اشیا خواہ وہ ارضی ہوں یا سماوی انسانی زندگی سے کسی

نہ کسی طور پر متعلق ہیں اور کلام میں ان کے ذکر کے بغیر بات پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچتی ۔ یہ تمہیدی سطور میں نے اس لئے عرض کیں کہ میں جناب یاور وارثی کی نعتیہ شاعری پر اپنے مقدور بھر کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔ یاور وارثی ہمارے شہر کے اہم ترین شاعر ہیں ۔ ان کی غزل اپنے معاصرین میں منفرد و ممتاز درجہ رکھتی ہے ۔ بیسویں صدی کے ربع آخر میں کانپور میں نئی غزل کے افق پر ابھرنے والے شعرا میں ان کی حیثیت امتیازی ہے ۔ لیکن ان کی خوبی یہ ہے کہ غزل ہی نہیں نعت گوئی میں بھی انہیں کمال حاصل ہے اور میں نے ابھی کچھ دیر پہلے جو متاع عشق محمد ﷺ کا حوالہ دیا تھا وہ ان کے یہاں ایک خاص زاویہ سے ابھرتا ہوا محسوس ہوتا ہے ۔ نعت اور غزل دونوں اصناف کے حوالے سے میں ایک عرصے سے ان کا کلام پڑھ رہا ہوں اور جو خاص بات میں نے محسوس کی کہ ان کے یہاں استعارے کی تازگی ایک منفرد انداز سے ابھرتی ہے اور یہ اہم بات ہے ۔ حسن عسکری کا قول ہے کہ میرے نزدیک وہ شاعر ہی نہیں جو استعارے کو برتنا نہ جانتا ہو اس طرح یاور وارثی کے لئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ سچے شاعر ہیں ۔ استعارے کی چمک تازگی و درخشانی ان کے یہاں نئے پیکر اختیار کرتی ہے ۔ فی الوقت ان کی غزل میرا موضوع نہیں ہے یہ کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھتا ہوں کیونکہ اس میدان میں بھی ان کی شہسواری سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور چند سطور میں کچھ کہا نہیں جا سکتا ۔ فی الوقت میں ان کی نعت گوئی کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ جو عشق محمد ﷺ کی شاخ سر سبز میں ایک گل شگفتہ کی حیثیت رکھتا ہے، وہبی و اکتسابی علم اپنی جگہ ہے وجدان شعر کبھی اکتسابی نہیں ہوتا لیکن یاور وارثی کے خمیر میں شاعری تند و تیز سیل خوں کی طرح رواں ہے کیونکہ وہ کانپور کے استاد شاعر جناب افسر ناروی کے بیٹے ہیں اور افسر ناروی ایک اہم حیثیت کے شاعر تھے ۔ کوئی بھی صنف سخن ان کے دام فکر سے باہر نہیں جا سکتی تھی ظاہر ہے کہ وہ اثرات بھی ہیں مگر میں اپنے موضوع کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ نعت گوئی کے باب میں طرح طرح کی باتیں ہیں سب نے اپنے اپنے انداز میں کہا ہے مگر عرفی شیرازی نے کچھ یوں کہا ہے:

ہشدار کہ نتواں بیک آہنگ سرودن　　نعت شہ کونین و مدیح کے و جم را

عرفی مشتاب ایں رہ نعت ست نہ صحرا ست　　آہستہ، کہ رہ بردم تیغ ست قدم را

عرفی کے ایک نعتیہ قصیدے میں یہ اشعار موجود ہیں ۔ عرفی نے بہت کچھ کہا ہے لیکن جس احتیاط کی بات اس نے کی ہے اس کے اثرات یاور وارثی کے یہاں موجود ہیں ۔ اب وہ زمانہ تو نہیں کہ شاعر

جمشید وکیخسرو جیسے بادشاہوں کی مدح کرے جو انتہائی مبالغہ آمیز ہوا کرتی تھی لیکن آج بھی انتہائے عقیدت میں کچھ لوگ حد سے آگے نکل جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کائنات کی ہر شے حضور اکرم کی ذات اقدس کے سامنے بے مایہ اور کم عیار ہے۔ اس لئے اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ آفاق عالم میں موجود اشیا و مناظر کے تناظر میں جو بات کی جائے اس میں ہمہ وقت حد ادب ملحوظ رہنا چاہئے اور یہی تلوار کی دھار کا سفر ہے۔ یہ اشعار دیکھئے جن میں یاور وارثی کی فکر ضوفشاں نے کیا کیا پھول کھلائے ہیں:

مجھے بھی نقش کف پائے مصطفےٰ سے نواز
مجھے بھی کاہکشاں کی لکیر کر مولا

دشت جاں کے موسم کو خوشگوار کرتا ہے اسم باوقار ان کا
آہوئے تکلم کو بخشتا ہے جولانی مشک اعتبار ان کا

یہ شب یہ نعت نبی کا موسم یہ خوشبوؤں کا خرام دیکھو
ہر ایک لب پر کھِلا ہوا ہے گل درود و سلام دیکھو

روشن ہوا مٹی کا مکاں نام سے ان کے
پایا شرف نام و نشاں نام سے ان کے

سینہ خالی جو ملا ، فکر ہوئی مجھ کو سوا
میں نے پوچھا، ہے کہاں؟ دل نے کہا، ان کے حضور

حروف ان کے کلام ان کا کنائے ان کے اشارے ان کے
مجاز و تشبیہ و استعارہ ہیں در پہ دامن پسارے ان کے

ظاہر ہے کہ حضور اکرم کی ذات مقدس علم کا شہر ہے وہاں تو تمام عقل و دانش اعصار و افکار دست بستہ کھڑے ہیں۔ یاور وارثی بھی ریزہ چینوں میں ہیں۔ ان کے کشکول کی طرف بھی نگاہ ہے اور پھر یہ کہ جس کو نگاہ ناز آشنائے راز کردے اسے تو اپنی خوبی قسمت پر نازاں ہونا چاہئے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ کسی قدر فقر، درویشی و قناعت کا جذبہ یاور وارثی میں ہے جو انہیں ریزہ چینیوں کی بنا پر

پیدا ہوا ہے اور ان کی فکر تازہ نے نعت نبی کے ہمہ جہت اسالیب دریافت کئے ہیں۔ اسے اپنے عہد سے ہم آہنگ کیا ہے ایک نئی تازگی دی ہے اور اپنے معاصر نعت گویوں میں اہم مقام حاصل کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان کا تازہ نعتیہ مجموعہ ''وجدان'' انشاء اللہ عالمی سطح پر مقبول ہوگا کیونکہ اس میں شامل نعتوں میں اسالیب کی کئی جہتیں دریافت کی گئی ہیں۔ یہ اشعار میرے خیال کی تصدیق کرتے ہیں:

وقت کے اندھیروں کی ہر دبیز چادر کو تار تار کرتا ہے
گمشدہ زمانوں کا یوں سراغ دیتا ہے سنگ رہگزار ان کا

آنے والا ہے وہ جس کی منتظر تھی کائنات
ختم پر آئی شب ہجراں سحر ہونے کو ہے

سب وتد مہر بہ لب سارے سبب ہیں خاموش
پیش گفتار نبی اہل ادب ہیں خاموش

ان کی آنکھوں کی قسم کچھ نہیں نرگس کا جمال
ان کے تلوؤں کی قسم ماہ مبیں کچھ بھی نہیں

اک اک شعاعِ مہر نے سجدے کئے ہزار
شہر نبی کے ثابت و سیار دیکھ کر

زندگی کی راہوں میں یاؔور ایک لمحہ بھی مشکلوں سے ملتا ہے
دل تو چاہتا یہ ہے رات دن کیا کرتے ذکر بار بار ان کا

ان اشعار میں فکری تہہ داری ہے، اسالیب کا تنوع ہے، تازگی ہے اور یہی یاور وارثی کی فکر فلک رس کا انفراد و اختصاص ہے۔

عشرت ظفر
۱۴ر جون ۲۰۱۱ء
کانپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجدان کا دروبست

حضرت علامہ مولانا محمد قاسم حبیبی برکاتی
خطیب جامع مسجد شفیع آباد
جنرل سکریٹری "نعت اکیڈمی" کانپور

نعت کے لغوی معنی تعریف وتوصیف کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں نعت صرف ممدوح رب العالمین محسن انسانیت رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور مدح میں کہے گئے اشعار کو کہتے ہیں۔ ارباب علم ودانش اور صاحبانِ علم وفن نے نعت پاک مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کے تعلق سے بہت کچھ لکھا ہے لیکن نعت محبوب کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ اس قدر پروقار و مستحسن ہے کہ خود رب کائنات اور خالق ارض وسماء اپنے حبیب ومحبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان فرماتا ہے اور قرآن پاک میں جگہ جگہ مصطفٰے جان رحمت کی تعریف وتوصیف بیان فرما کر تمام جن وانس کو مدحت نگاری ونعت گوئی کی طرف متوجہ ہونے کا خوبصورت جذبہ عنایت فرماتا ہے۔

اس حقیقت کا اعتراف اپنے ہی نہیں بیگانے بھی کرتے ہیں کہ زندگی کے تیرہ وتاریک راستوں کو منور وتابناک کرنے کے لئے مہتاب نعت وآفتاب مدحت رسول سے بہتر کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔ بساط سخنوری کو اعزاز واکرام کا تاج زریں نعت گوئی ہی کی بنیاد پر حاصل ہے۔ جملہ اصناف سخن صنف نعت کی بارگاہ میں سر عقیدت ومحبت خم کر کے ارتقا وارتفاع کی بھیک مانگتی نظر آتی ہیں۔ اس لئے کہ صنف نعت کا موجد خود خلاق کائنات ہے اور یہ منور سلسلۂ نعت نگاری ونعت گوئی صبح قیامت تک اسی شان وعظمت کے ساتھ چلتا رہے گا اور عقیدتوں کی وادیوں کو آب عشق رسالت پناہ سے شادابیاں بخشتا رہے گا۔ از آدم تا ایں دم ارباب وفا نے اپنی وفاؤں اور محبتوں کو تقویت بخشنے میں صنف نعت ہی کا سہارا لیا اور قیام قیامت تک یہی صنف اہل سخن کو بساط سخن پر امتیاز واختصاص عطا کرتی رہے گی۔

جناب یاور وارثی بھی میدانِ سخن میں پرچم نعت پاک کے ساتھ وارد ہوئے ہیں اور غزلوں اور نظموں وغیرہ کو اپنے دام فکر کا اسیر بنا کر خود کو نعت مصطفائی کی زنجیر کے حوالے کر چکے ہیں۔نعت گوئی کے لئے علم سے زیادہ عشق رسول کی ضرورت ہے اور جناب یاور وارثی کو خدائے پاک نے علم کی دولت کے ساتھ ساتھ عشق رسول کی عظیم دولت سے بھی نوازا ہے اور اسی دولت کی بنیاد پر یاور صاحب ارباب سخن واحباب فن میں ایک امیر اور رئیس کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں مطلب یہ کہ عشق رسالت پناہ نے یاور وارثی صاحب کو عشق کی دنیا کا امیر بنا کر انہیں مدحت نگاری کی طرف مائل ومتوجہ کردیا اس کاروبار عشق میں جناب یاور وارثی منفعت کی اس منزل پر فائز ہیں جہاں انہیں صاحب نصاب شاعر نعت کہا جاتا ہے۔

مشق ومزاولت سے شاعر اعتبار فن حاصل کرتا ہے لیکن فراوانی عشق نبی رحمت شاعر کو جست وخیز اور ہنر مندیوں کی وہ فضا عطا کرتی ہے جہاں شاعر کو دنیا اور دنیا کی زبوں کاری سے کوئی سروکار اور واسطہ نہیں رہتا۔یاور وارثی صاحب بھی ردائے عشق رسول کریم اوڑھ کر عقیدت و محبت کے صحراؤں کو عبور کررہے ہیں اور قدم قدم پر احترام وعقیدت کے شگفتہ وشاداب پھول کھِلا کر اہل عقیدت کو نکہت محبت سے آشنا کرنے کا کار مستحسن انجام دے رہے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ فن بھی صاحب فن جناب یاور وارثی کو آغوش خلوص میں سمیٹے ہوئے ان پر نئے جہانوں اور نئے منظروں کا انکشاف کررہا ہے۔نتیجے کے طور پر جناب یاور وارثی تخلیق وتجدید کی نکہت ہر منظر سے کشید کرنے میں مکمل طور پر کامیاب ہیں۔عروض وبحور کی مشکل سامانیاں یا ندرت فکر کی جدت بیانیاں جناب یاور وارثی کے حلقۂ تخیل میں جس شکوہ کے ساتھ رقصاں اور تاباں ہیں یہ حسین منظر یاور صاحب کے افکار عالیہ درون دل اور بساط ذہن پر کیسی تجلی کرتے ہیں؟ یہ تو صرف صاحبان دل اور اہالیان فن ہی سمجھ سکتے ہیں ہم آپ اگر کچھ سمجھنا چاہیں تو آیئے ملک کے عظیم ناقد وصاحب فن نہیں بلکہ جان فن اور آبروئے فن شخصیت حضرت پروفیسر الحاج سید شاہ ابوالحسنات حقی کے یہ عشق افروز جملے جو یاور صاحب کے تعلق سے ہیں پڑھیں اور جناب یاور وارثی کی فنی عظمتوں کا اعتراف کریں:

”روایتی شاعری، غزل کی شاعری، موضوعاتی نظموں کی شاعری ردیف وقافئے سے بھی مدد حاصل کرلیتی ہے لیکن نعتیہ شاعری لفظ وبیان سے نہیں بلکہ اس عشق سے جِلا اور استواری حاصل کرتی ہے جو دل کی فضاؤں سے نکل کر قلم اور زبان کی نوک پر اظہار پاتا ہے۔یاور وارثی کی تمام نعتیہ شاعری میری اس بے کیف تفہیم کا چمکتا ہوا مدعا ہے۔یاور وارثی کے نعتیہ کلام میں لفظ و

بیان کا جو در وبست ہے وہ میری بات کی توثیق اور توسیع کرتا ہے۔'' (برگ ثنا۔ صفحہ نمبر ۷)

اس سلسلے کو مزید تابانیاں بخش دی ہیں شیخ طریقت حضرت علامہ سید شاہ عماد الدین احمد کاظمی ناروی علیہ الرحمہ نے،، یاور صاحب کا پہلا نعتیہ مجموعہ برگ ثنا جو عوام وخواص میں برابر کا مقبول ہو چکا ہے، مولانائے مکرم اس میں 'حسن عقیدت' کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں:

''جناب یاور وارثی اردو کے بہت ہی مشہور ومعروف اور لائق وفائق شاعر وادیب ہیں۔ جدید لب ولہجہ یاور وارثی کی شاعری کا امتیازی نشان ہے۔ یاور وارثی نے تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے لیکن نعتیں اور غزلیں یاور کی محبوب ترین صنفیں ہیں۔''

جناب یاور وارثی فن اور بساط فن کو اپنے تخیلات کا اسیر بنانے میں کس قدر کامیاب ہیں اور جدت طرازی ونغز گوئی یاور صاحب پر کیسے سایہ فگن ہے، ملک کے مشہور عالم دین، ادیب شہیر حضرت علامہ الحاج قاری محمد میکائیل ضیائی صاحب کے الفاظ وانداز میں ملاحظہ فرمائیں:

''جناب یاور وارثی کا نام نعتیہ شاعری کی دنیا میں نہایت ہی اہم اور معتبر متصور ہوتا ہے کہ انہوں نے نعتیہ شاعری کو روایتی طرز وانداز کے دائرے سے نکال کر جدیدیت کے وسیع اور کشادہ آسمانوں کی سیر کرانے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ حالانکہ پہلے وہ صرف غزلوں، نظموں اور رباعیات کے شاعر تھے مگر جب سے نعت نگاری کی طرف ان کا ذہن رسا مبذول ہوا تو خوب خوب نعتیں کہیں اور کہہ رہے ہیں۔'' (برگ ثنا۔ صفحہ نمبر ۱۹)

کسی شاعر وادیب اور سخنور کی عظمتوں کا اعتراف جب اساطین ادب اور اکابرین فن کرنے لگیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ شاعر وہ ادیب اور وہ فنکار وسخنور فضل وکمال اور عروج و ارتقاء کی جس منزل پر فائز ہے وہاں پہنچنا ہر ایک کا نصیب اور مقدر نہیں۔ حضرت یاور وارثی کی غزلیہ اور نعتیہ شاعری کس قدر اعزاز وافتخار سے ہمکنار ہے اس کا ثبوت ایک اور عظیم ونامور شاعر وادیب کہنہ مشق استاذ اور بزرگ شاعر حضرت الحاج ناظر صدیقی کی شاداب تحریر کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے۔ موصوف ''برگ ثنا'' میں 'منظر اظہار' عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

''یاور وارثی اپنے لہجے سے صاف پہچانے جاتے ہیں اور اس نو عمری میں یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت پناہ ہو یا بارگاہ خدائے عزوجل کا حشم ہر منظر ان کے شعر میں واقعاتی اور دیدنی رنگ کے ساتھ نظر آتا ہے ان کی حمد ہو یا نعت دونوں جلال ورحمت کے عجیب عجیب رنگوں سے ہمیں آشنا کرتی ہیں۔ جدید شعراء ہندوپاک کے کلام کے ساتھ اگر یاور

وارثی کو شامل کر کے مطالعہ میں لایا جائے تو یہ بات چھپی نہیں رہے گی کہ وہ ان کے ساتھ ہمسفر ہیں۔''

کانپور کی معروف دانش گاہ ڈی۔جی۔کالج کے شعبۂ اردو کی مشہور استاذ اور معروف مصنفہ ڈاکٹر رخسانہ صدیقی نے اپنی معتبر کتاب ''کانپور کا ادبی منظرنامہ'' کے صفحہ نمبر ۳۴۷ پر جناب یاور وارثی کا تذکرہ جس خلوص ومحبت سے کیا ہے وہ موصوفہ کے اخلاق جمیلہ کا غماز بھی ہے اور حضرت یاور وارثی کی عظمت فنی کا اعتراف واظہار بھی۔وہ فرماتی ہیں:

''یاور وارثی کے یہاں تازگی اور اچھوتا پن ایسا ہے جو کانپور کے کم شاعروں کے حصے میں آیا ہے۔یاور وارثی نے ہمارے شہر میں جدید فکر کا جیسا عمیق مطالعہ کیا ہے اس کی کوئی دوسری مثال ان کے ہم عمروں اور ہم عصروں میں نظر نہیں آتی۔انہوں نے انتہائی محنت سے تنقید شاعری اور جدید نثر کا مطالعہ کیا ہے۔''

جناب یاور وارثی کی شاعرانہ عظمت میں چار نہیں بلکہ بہت سے چاند لگانے میں میرے اور حضرت یاور وارثی نیز سیکڑوں شعراء کرام کے عظیم المرتبت استاذ صاحب فن، روح فن، عظمت فن استاذ الاساتذہ آبروئے علم وسخن عاشق رسول زمن حضرت علامہ الحاج حق بنارسی علیہ الرحمہ کا یہ تحریری تبرک کافی وافی اور شافی ہے اور ''برگ ثنا'' کو شادابیاں بخشنے کے بعد یاور صاحب کی زیر مطالعہ کتاب مجموعۂ نعت ''وجدان'' کو مزید کیف ووجد اور سرور عشق رسالت پناہی عطا کرنے کا ضامن ہے۔حضرت علامہ اپنے محبوب ومقبول شاگرد جناب یاور وارثی کے سر پر اپنے ارشادات عالیہ کی ردائے شفقت کس محبت کے ساتھ ڈالتے ہیں خلوص کے ساتھ ملاحظہ کیجئے اور جناب یاور کی فنی عظمتوں اور رفعتوں کا اعتراف کھلے دل اور کشادہ ذہن سے کیجئے:

''بساط سخن پر لہجے کا اعتبار کسی معتبر نسبت سے ہی ممکن ومتصور ہے۔یاور وارثی کو وہ نسبت قدرت خداوندی نے ودیعت فرمادی ہے، یاور وارثی نے اپنے رنگ وآہنگ کو نعت نبی کے تعلق سے معتبر بنالیا ہے۔'' (برگ ثنا۔پشت پر)

ایسے ایسے صاحبان فن اور خود استاذ گرامی نے جب یاور وارثی کو اپنی محبتوں کے پھولوں سے نوازا تو میری اپنی کیا بساط مگر دوستی کا کچھ تو حق بہر حال ادا ہو جائے گا اگر یہ بے ربط جملے جناب یاور وارثی کی تبحر شعری بیان کرنے میں کسی حد تک کامیاب ہو گئے۔

یہ سچ ہے کہ ہر سخن ہر لہجہ ہر آواز اور ہر فکر کو معراج کمال صرف اور صرف قدم ناز مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی برکتوں سے ہی حاصل ہوتا ہے۔جناب یاور وارثی نے برگ ثنا مطبوعہ ۱۹۹۸ء

کے بعد اپنی محبتوں کا نذرانہ اور اپنی پرنور عقیدتوں کا خراج نبی رحمت شفیع امت کی بارگاہ کرم میں پیش کرنے کے لئے ''وجدان'' جو اُن کے معیاری اور عشق افروز نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے اہل ادب و فن کی خدمت میں کیا بلکہ اپنے مشفق و کریم آقا کی بارگاہ میں پیش فرما کر اہل فن کو دعوت مطالعہ اور اہل عشق کو دعوت حصول نور و سرور دی ہے۔ مشکل اوزان میں نعت کے تعلق سے نئے مضامین و مفاہیم تلاش کرنا جناب یاورؔ وارثی کی امتیازی شان ہے۔ یوں تو سرکار اقدس کی ارفع و اعلیٰ شان کے لائق کوئی شعر آج تک منصۂ شہود پر جلوہ گر نہیں ہوسکا کیونکہ جس کی تعریف اللہ رب العزت بیان فرمائے اس محبوب کی تعریف کا حق کون ادا کرسکتا ہے۔ مضامین کی فراوانی جس قدر صنف نعت میں ہے کسی دوسری صنف میں متصور نہیں حالانکہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ نعت کے مضامین بہت ہی محدود ہیں لیکن سوچئے جس ذات گرامی کی توصیف میں خدائے علم و ہنر قرآن پاک میں یہ ارشاد فرمائے ''وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى '' یعنی اے حبیب آپ کی آنے والی ہر ساعت گزری ہوئی ساعت سے بہتر ہے مطلب یہ کہ نبی رحمت کے درجات ہمہ دم بلند ہو رہے ہیں اور اسی مضمون کو امام عشق و وفا سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بایں انداز نظم فرمایا:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جتنی وسعت صنف نعت میں ہے وہ کسی دوسری صنف سخن میں کہاں ہوسکتی ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف خود یاورؔ وارثی صاحب نے کس عقیدت مندی سے کیا ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار میں ملاحظہ کیجئے اور جناب یاورؔ وارثی کے وجدان فکر کو داد دیجئے:

ایک ہی شاخ میں اتنی نیرنگیاں اتنی حیرانیاں
ہر ثمر کو دیا اک الگ ذائقہ مصطفیٰ کے خدا

میرے آقا کی زباں پر ہے کلام ربی
جن کو دعوائے زباں ہے وہ عرب ہیں خاموش

مجھے بھی نقش کف پائے مصطفیٰ سے نواز
مجھے بھی کاہکشاں کی لکیر کر مولا

سمندروں کا سکوت جب ٹوٹتا نہیں ہے کسی بھی صورت
تو موج ساحل کے پاؤں پڑکر پتہ مدینے کا پوچھتی ہے

چہار سمتیں ادب سے گنبد کے چار جانب کھڑی ہوئی ہیں
کلس سے مل کر کمان مشرق کمان مغرب سے مل رہی ہے

سب حیابار نگاہیں ہیں اُنہیں سے منسوب
زینت عارض ولب سارے گلاب اُن کے ہیں

پھول ہیں راہیں، مٹی چندن، پتھر مشک وعنبر ہیں
جتنے خزانے خوشبو کے ہیں شہر نبی کے اندر ہیں

پیسہ ویسہ سرحد ورحد بے معنی ہیں ان کے لئے
ہم سے اچھی بادصبا ہے ہم سے اچھے کبوتر ہیں

کچھ سوچ کہ ہے دھیان کہاں مانگنے والے
مانگ ان کی گلی ان سے مکاں مانگنے والے

جس وقت سے دیکھے ہیں مدینے کے بھکاری
سکتے میں ہیں تقدیر شہاں مانگنے والے

وقت کے اندھیروں کی ہر دبیز چادر کو تار تار کرتا ہے
گمشدہ زمانوں کا یوں سراغ دیتا ہے سنگ رہگزار ان کا

یہاں کے باغوں کی سیر کرنے میں دیر کیسی گریز کیسا
دیارِ مدحت میں آگئے ہو تو صبح دیکھو نہ شام دیکھو

قید کے حکم کی تحریر مدینے سے چلے
میں یہاں سے چلوں، زنجیر مدینے سے چلے

جبیں پر مل رہا ہے خاکِ طیبہ ایک دیوانہ
جہاں اُس کے قدم ہیں وہ زمیں اب آسماں پر ہے

آپ کا گنبد خضرا نہ اگر دیکھ سکیں
میں یہ سمجھوں گا کہ بیکار ہیں میری آنکھیں

سینہ خالی جو ملا، فکر ہوئی مجھ کو سوا
میں نے پوچھا، ہے کہاں؟ دل نے کہا، ان کے حضور

مینارِ محبت کی طرف غور سے دیکھو
یکجا ہیں بلال اور اذاں نام سے ان کے

اہل عقیدت ومحبت کے لئے وجدان ایک عظیم تحفۂ محبت ہے۔ یاور صاحب جس خلوص کے ساتھ نعت نگاری میں مصروف ہیں اسے دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ انہیں ابھی مزید جہانوں کی تلاش ہے اور ان کا عمل اس مصرعہ کے مطابق ہے:

تو رہ نوردِ شوق ہے منزل نہ کر قبول

یاور صاحب نے ابھی منزل قبول نہیں کی، ان کا سفر وادی عقیدت ووفا میں بڑی شان و شوکت کے ساتھ جاری ہے۔ امید ہے کہ بہت جلد ان کا تیسرا مجموعہ نعت بھی منظر عام پر آئے گا اور اپنی شادابی فکر سے ماحول کو سرسبز وشگفتہ کرے گا۔

اہل فن سے گزارش ہے کہ وہ محبت کے ساتھ وجدان کا مطالعہ فرمائیں اور اپنے پر خلوص تبصروں کے ذریعہ یاور صاحب کو داد وتحسین سے نوازیں۔

محمد قاسم حبیبی برکاتی

۱۳؍رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

۱۶؍جون ۲۰۱۱ء بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاور وارثی کا ''وجدان'' نعت نبی کا فیضان

ادیب شہیر حضرت فاروق جائسی

''وجدان'' کی روش پہ خراماں ہوئے ہیں وہ
اے شاخ آرزو گلِ مدحت نثار کر

جن نعت گو شعرا نے تلوار کی دھار پر چلنا آسان کر کے دکھا دیا ہے ان میں سے ایک جناب یاور وارثی بھی ہیں۔ غلام اسمٰعیل یاور وارثی، ایک ایسے مردم خیز خطے کی خاک سے اٹھے ہیں جسے اردو دنیا ادب و احترام کی نظروں سے دیکھنے پر مجبور ہے۔ یہ مردم خیز خطہ وہی ہے جہاں جناب نوح ناروی نے اپنی آنکھیں کھولیں اور بحیثیت شاعر ساری اردو دنیا سے اپنے فن کا لوہا منوالیا۔ اسی خاک سے ایک اور ادیب اٹھا جس نے اردو فکشن کی دنیا میں سب سے بلند پرچم لہرایا۔ میری مراد اُردو جاسوسی ادب کے بادشاہ جناب اسرار احمد سے ہے، جسے اردو دنیا ابن صفی بی۔ اے کے نام سے جانتی ہے۔ ابن صفی کے ناولوں نے نہ جانے کتنے طالب علموں کو اردو ادب سے نہ صرف روشناس کرایا بلکہ ان کے ذہن میں ادب کی سدا بہار تخم ریزی کی ہے۔

جناب یاور وارثی بھی اسی قصبہ نارہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یاور صاحب کو شاعری ورثہ میں ملی ہے۔ جناب نوح ناروی انکی ماں کے سگے پھوپھا تھے۔ اور ان کے والد جناب افسر ناروی بھی ایک مسلم الثبوت، زود گو اور برجستہ گو شاعر تھے۔ جناب افسر ناروی کی زندگی کا بیشتر حصہ کانپور میں گزرا اور وہ یہیں آسودۂ خاک ہوئے۔ نعت گوئی کے فن میں اپنے استاذ (علامہ حق بنارسی) کا نام زندہ رکھنے والوں میں جناب یاور وارثی اور جناب قاسم حبیبی برکاتی کا نام سرِ فہرست ہے۔ ان حضرات کی شاعری اردو ادب کی نعتیہ شاعری کے حوالے سے ہند و پاک کے معتبر شعراء کی صفوں میں بڑے اعتماد سے رکھی جاسکتی ہے۔

یاور وارثی کانپور کے وہ صاحب طرز شاعر ہیں جنکی مثال ملنی مشکل ہے۔ یہاں شاعر تو

اور بھی ہیں مگر یاور صاحب کی شاعری کا انداز جداگانہ ہے۔ وہ نیا انداز فکر اور نئی لفظیات لے کر سامنے آتے ہیں اور صاحبان فن سے خراج تحسین حاصل کرتے ہیں۔ یاور صاحب کی ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ غزل اور نعت میں یکساں دسترس رکھتے ہیں۔ اس میدان میں کوئی ان کا سہیم و شریک نہیں ہے۔

اسلاف کی بات کریں تو نعتیہ شاعری کے حوالے سے علامہ کوثر جائسی، علامہ حق بنارسی اور علامہ شارق ایرایانی وغیرہم کا نام بہت مشہور و معروف رہا ہے، مگر کانپور کی شاعری کے موجودہ منظرنامے میں جناب عشرت ظفر، جناب ابوالحسنات حقی، جناب ناظر صدیقی، جناب قیوم ناشاد، جناب میکائیل ضیائی، جناب نصیر نادان اور جناب وسیم الحسن ہاشمی بہت اہم ہیں ان سب حضرات نے موقع بہ موقع یاور وارثی کی بہار یہ اور نعتیہ شاعری کی اہمیت اور اس کی ندرت کا اعتراف زبانی اور تحریری طور پر کھلے دل سے کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شاعر اپنے مقامی ہم عصروں میں مقبول ہے اور عزت و احترام کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے تو اس میں یقیناً کوئی نہ کوئی خاص بات ہوگی۔

یاور وارثی اس معاملہ میں یقیناً خوش قسمت ہیں کہ ان کا پہلا نعتیہ مجموعہ ''برگِ ثنا'' ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا تھا۔ وہ اب اپنا دوسرا نعتیہ مجموعہ ''وجدان'' لے کر سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے والے ہیں۔

یاور وارثی نے پہلے اپنے آپ کو سنت رسول ﷺ کے سانچے میں ڈھال لیا ہے، خود کو روزہ نماز کا پابند بنالیا ہے اس کے بعد وہ نعت گوئی کی طرف مائل ہوئے ہیں، اسی لئے ان کے اشعار میں تقدس، طہارت عقیدت و محبت کی گرمی صاف محسوس کی جاتی ہے۔ ان کے اشعار گنجینۂ معنی کا طلسم ہیں جو قصر معنی کا قفل فوراً کھول دیتے ہیں۔

ان پر خدا کی خاص مہربانی ہمارے مشاہدہ میں بار بار آتی رہتی ہے کہ وہ کانپور میں بیٹھے رہتے ہیں اور ان کے اشعار ہندوستان بھر کے مشاعروں میں پڑھے جاتے ہیں کبھی ان کے تلامذہ کی خوبصورت آواز میں اور کبھی ان کے شیدائیوں کی زبانی۔

یاور وارثی نے آقائے دوجہاں ﷺ کے پیارے شہر مدینہ سے جذباتی لگاؤ کو وسعت دی ہے، اسے صرف نعتیہ شاعری کے عام موضوع کی حیثیت سے نہیں اپنایا۔ یاور وارثی کا شاعرانہ کمال دیکھئے کہ وہ بات تو اپنی آنکھوں کی کرتے ہیں مگر توصیف محمدی کے کتنے ستارے اشعار میں

ٹانک دیتے ہیں:

آپ کا گنبد خضرا نہ اگر دیکھ سکیں
میں یہ سمجھوں گا کہ بیکار ہیں میری آنکھیں

تیرا احساں ہو اگر خاکِ مدینہ لادے
اے ہوا ! مفلس و نادار ہیں میری آنکھیں

جب سے خاکِ درِ سرکار ملی ہے میں نے
لوگ کہتے ہیں کہ شہکار ہیں میری آنکھیں

درج ذیل اشعار بھی یاور وارثی کے ندرتِ کلام، پاکیزہ قلبی کیفیت، حسی تجربے، اور منفرد اسلوب نگارش پر دال ہیں کہ ان میں قدرتی مناظر کی عکاسی بھی ہے اور شہرِ مدینہ سے الفت و محبت کا اعتراف بھی۔ اشعار کی روانی اس پر مستزاد ہے جسکے مجموعی تاثر سے قاری کا ذہن ذکر محمدی کی طرف مائل ہو جاتا ہے:

سمندروں کا سکوت جب ٹوٹتا نہیں ہے کسی بھی صورت
تو موج ساحل کے پاؤں پڑ کر پتہ مدینے کا پوچھتی ہے

چہار سمتیں ادب سے گنبد کے چار جانب کھڑی ہوئی ہیں
کلس سے مل کر کمانِ مشرق کمانِ مغرب سے مل رہی ہے

ننھی منی رنگ برنگی چڑیوں کا
گلشن گلشن سیر سپاٹا ان کے نام

پیسہ ویسہ سرحد ورحد بے معنی ہیں ان کے لئے
ہم سے اچھی بادِ صبا ہے ، ہم سے اچھے کبوتر ہیں

یاور وارثی نعت کہنے میں احتیاط کے دامن کو بہت مضبوطی سے پکڑے رہتے ہیں، جوش عقیدت میں ہوش کا دامن کبھی نہیں چھوڑتے۔ ان کا لہجہ بہت دھیما اور سدھا ہوا ہوتا ہے۔ ان کی نعتوں میں حضور ﷺ کی آمد مبارک، ان کے دور کی تاریخ، درِ نبی سے دوری، شہرِ مدینہ کا فراق،

وہاں حاضری کی خواہش، ان کے اصحاب کے غلاموں کی غلامی کی تمنا، ان کے وسیلے سے خدا کو راضی کرنے کی کوشش میں جذبے کی صداقت اور شاعرانہ لوازمات ایسے لازم وملزوم ہو جاتے ہیں کہ کہیں آورد کا شائبہ بھی نہیں ہوتا بلکہ فنی رچاؤ قاری کو بھی انہیں دلی کیفیات اور ذہنی آسودگی کا مزاج فراہم کرتا ہے جس میں رہتے ہوئے شاعر نے نعت کے اشعار رقم کیئے ہیں:

مہرباں محبوبیت کا تاجور ہونے کو ہے
اب یہ دنیا کا خذف رشکِ گہر ہونے کو ہے

آنے والا ہے وہ جسکی منتظر تھی کائنات
ختم پر آئی شب ہجراں سحر ہونے کو ہے

میرے آقا کی زباں پر ہے کلامِ ربی
جن کو دعوائے زباں ہے ، وہ عرب ہیں خاموش

تھکے جو رقص جنوں سے مرے بدن کا مزاج
تو پھر فدائے سراج منیر کر مولا

کچھ سوچ کہ ہے دھیان کہاں مانگنے والے
مانگ ان کی گلی ، ان سے مکاں مانگنے والے

جس وقت سے دیکھے ہیں مدینے کے بھکاری
سکتے میں ہیں تقدیر شہاں مانگنے والے

جبیں پر مل رہا ہے خاکِ طیبہ ایک دیوانہ
جہاں اس کے قدم ہیں وہ زمین اب آسماں پر ہے

جذبے کا والہانہ پن، لہجے کا گداز، مترنم بحور کا انتخاب، اور طرز ادا کے بانکپن کی وجہ سے یاور وارثی کے یہ اشعار بھی آجکل ہندوستان کے نعتیہ مشاعروں اور ادبی حلقوں میں بے انتہا مقبول ہو رہے ہیں۔ ان اشعار میں شاعرانہ چابکدستی، فنی مہارت، عقیدت کی فراوانی مضمون کا نیا پن اور فصاحت قابلِ دید ہیں:

قید کے حکم کی تحریر مدینے سے چلے
میں یہاں سے چلوں ، زنجیر مدینے سے چلے

جب مجھے ذلت و تحقیر سے دیکھا جائے
دولت عزت و توقیر مدینے سے چلے

یاور وارثی جس والہانہ انداز میں نعت کہتے ہیں اس کا اظہار مندرجہ ذیل اشعار سے ہوتا ہے۔ یہی مستی، عقیدت اور کیفیت ان کے اشعار کا خاصہ بھی ہے اور ان کی انفرادیت بھی۔ ان کے درج ذیل اشعار اپنی بنت اور موضوع دونوں اعتبار سے قابلِ قدر ہیں:

یہ شب ، یہ نعت نبی کا موسم ، یہ خوشبوؤں کا خرام دیکھو
ہر ایک لب پر کھلا ہوا ہے گُل درود و سلام دیکھو

یہاں کے باغوں کی سیر کرنے میں دیر کیسی گریز کیسا
دیارِ مدحت میں آگئے ہو تو صبح دیکھو نہ شام دیکھو

یاور وارثی کے اشعار اور ان کے مفاہیم قرآن کریم کی آیات سے بالکل ہم آہنگ ہوتے ہیں کہیں تشکیک، ذم کا پہلو یا ترسیل کی کمزوری کا احساس نہیں ہونے پاتا۔ نبی کائنات ﷺ کے جمال مبارک کی تعریف میں یہ شعر بھی اپنی سادگی، صفائی اور سلاست کے لئے زبان زدِ خاص و عام ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے:

ان کی آنکھوں کی قسم کچھ نہیں نرگس کا جمال
ان کے تلووں کی قسم ماہِ مبیں کچھ بھی نہیں

نبی اکرم ﷺ کا ذکر کرنا، ان کی سیرت سے لوگوں کو روشناس کرنا، لوگوں کو اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی ترغیب دینا، ان کی خدمت میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنا کارِ ثواب بھی ہے اور ذریعۂ نجات بھی اسلئے اس کارِ خیر میں جو لطف، جو سکون اور جس طمانیتِ قلب کا احساس ہوتا ہے وہ اسی کو معلوم ہے جو دن رات نعت نبی کی تخلیق میں لگا رہتا ہو۔

یہ نعت پاک کا حاصل گمان میں بھی نہ تھا
سکون اتنا کسی سائبان میں بھی نہ تھا

یاور وارثی الفاظ کی خوبصورتی کے بہترین شناسا ہیں اور ان سے نعت نبی ﷺ کو سجانے کے فن سے

خوب واقف ہیں۔ ان کے سامنے مترادفات کا گلشن کھلا ہوتا ہے مگر وہ وہی لفظ استعمال کرتے ہیں جو موقع و مضمون کے لحاظ سے موزوں ترین ہوتا ہے۔

یاور وارثی کی شاعری میں دیگر اوصاف کے ساتھ ساتھ ایک خاص وصف یہ بھی ہے کہ وہ فن اور عروض سے پوری واقفیت رکھتے ہیں اور اس کا بھرپور استعمال نعت کہنے میں کرتے ہیں وہ مشکل زمینوں میں اتنی آسانی سے اشعار نکالتے ہیں کہ داد دیئے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال تو یہ ہے کہ انہوں نے بہت سی نعتیہ رباعیات کہی ہیں۔ ان کی یہ رباعی کافی مقبول ہے:

پتھر کے خداؤں کا بھرم ٹوٹ گیا   کون آیا کہ پندارِ صنم ٹوٹ گیا

اسلام کا سیلاب نہ روکے سے رکا   کفار کی تحریک کا دم ٹوٹ گیا

یہی نہیں کہ انہوں نے رباعیات کہی ہیں، ان کی جولانی فکر چار مصاریع تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ حمد کے سارے کے سارے اشعار رباعی ہی کے وزن میں کہنے پر قادر ہیں۔ ''وجدان'' میں شامل چودہ حمدیہ اشعار اُن کی فنی مہارت کا بین ثبوت ہیں:

ساحل بھی ترے ہیں آبجو بھی تیری
موجوں کی تلاش و جستجو بھی تیری

اشکوں سے تر بہ تر یہ دامن بھی ترا
اور دست دعا کی آبرو بھی تیری

آداب نشست و لب کشائی بھی ترے
جبریل بھی تیرے گفتگو بھی تیری

قادر الکلام شعراء نے ہمیشہ اپنے ہم عصروں اور بزرگوں کے اچھے کلام پر تضمینیں سپرد قلم کی ہیں۔ یہ فن انہیں کے قبضہ میں آتا ہے جو اپنی مشق کے ساتھ ساتھ دل کی پاکیزگی، وسعت قلبی اور اسلاف کے احترام کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ یاور وارثی نے اپنے استاد علامہ حق بنارسی کے کلام پر جو تضمین کی ہے، وہ درجِ ذیل ہے۔ استاد کے مصرعوں پر اس طرح مصرعے لگانا کہ دونوں کے مصاریع ایک دوسرے میں ضم ہو جائیں، کسی استاد کا ہی کارنامہ ہو سکتا ہے:

مہر کے بس میں نہیں سامنا ان کا کرنا
کیسے ممکن ہو تجلی کا احاطہ کرنا
خاک کر دے گا جلا کر تجھے ایسا کرنا

"کوئی آسان نہیں ان کا نظارہ کرنا
دیدۂ شوق سمجھ بوجھ کے دعویٰ کرنا"

اپنے عزیز اور محترم دوست مولانا قاسم حبیبی صاحب کے اشعار پر بھی ایسی تضمین کی ہے کہ تضمین میں تخلیق کی شان پیدا ہو گئی ہے۔("آبشارِ مدحت" قاسم حبیبی صاحب کے نعتیہ مجموعے کا نام ہے)

گلوں سے خار ہیں سرگوشیوں میں محو کلام
سرود و رقص کی محفل سجی ہے گام بہ گام
روش روش ہے چھڑا نغمۂ درود و سلام

"فضائیں جھوم رہی ہیں صبا ہے مست خرام
رواں ہوا ہے کوئی آبشار مدحت کیا"

کانپور میں نعتیہ کلام کی آبرو سمجھے جانے والے مولانا میکائیل ضیائی صاحب کے شعر پر بھی ایک تضمین ملاحظہ ہو:

دلوں کے حال سے واقف ہے کبریا میرا
عبث ہے اور کسی سے بھی مانگنا میرا
جو خود گدا ہو کرے گا وہ کیا بھلا میرا

"نہ میں کسی کا کوئی اور نہ دوسرا میرا
فقط حبیب خدا سے ہے واسطہ میرا"

میں اوپر عرض کر چکا تھا کہ یاور وارثی فن اور عروض پر مکمل دستگاہ رکھتے ہیں۔میری یہ بات پایۂ ثبوت کو نہ پہونچے گی اگر میں ان کے چندوہ اشعار نہ پیش کروں جو ایسی بحور میں ہیں جن پر بس کوئی کوئی شاعر زندگی میں کبھی کبھی طبع آزمائی کر لیتا ہے مگر وہ روانی اور وہ کیفیت نہیں دیکھنے میں آتی جو یاور وارثی کے متذکرہ اشعار میں بہ افراط نظر آتی ہے۔

بحر وافر مسدس سالم میں یہ اشعار ملاحظہ ہوں جس کا وزن تین مفاعِلَتُن کے برابر ہے:

ہماری طلب ، ہماری دعا مدینے میں ہے
وہ عرش نشیں حبیب خدا مدینے میں ہے

کرو نہ یہاں سے یاؔور اُسی طرف کا سفر
سراجِ حرم ، چراغِ حرا مدینے میں ہے

''مفاعِلتُن'' میں تین متوالی حرکتیں آتی ہیں۔لوگ ذرا سی بے خبری، بداحتیاطی یا تسکین اوسط کے بے جا استعمال سے اس رکن کو ''مفاعیلن'' کر سکتے ہیں اور یہ بحر ہزج میں گر سکتی ہے۔ مگر یاور صاحب اسے بڑی آسانی سے نعت کہنے میں استعمال کرتے ہیں۔

نعت کے یہ اشعار بھی ملاحظہ ہوں جو ''بحر وافر مثمن سالم'' میں ہیں۔اگر اس کے دوسرے اور چوتھے رکن پر تسکین اوسط کا عمل ہوگا تو یہ بحر وافر سالم معصوب کہلائے گی۔یاور صاحب ارکان کی حرکت کو بہت باریک بینی سے منظم کرتے ہیں مگر نعت کی روانی اور تاثر کو کہیں بھی نقصان نہیں پہونچنے پاتا یہی خاصیت انہیں دیگر نعت گوشعرا سے ممتاز کرتی ہے:

خیالِ درِ رسولِ خدا ، خیال کو یوں اجال گیا
وہ خطۂ جاں چمکنے لگا جدھر بھی مرا خیال گیا

رسولِ خدا کا در ہے وہ در جہاں پہ نہیں کا کوئی گزر
نہ بات کسی کی ٹالی گئی نہ خالی کوئی سوال گیا

بحر ہزج مسدس بھی یاور صاحب کی مرغوب بحر ہے۔اسی آہنگ میں دیا شنکر نسیم کی مثنوی ''گلزارِ نسیم'' کہی گئی تھی۔مگر آجکل کانپور میں اسے جی بھر کے برتنے والوں میں یاور وارثی اور سید ابوالحسنات حقی سرِ فہرست ہیں۔یاور وارثی کا اختصاص یہ ہے کہ انہوں نے اس بحر کے سارے فروعات کو غزل ہی نہیں نعت میں بھی خوب برتا ہے۔یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

جنت پہ نہ حسن حور پر ہے
عاشق کی نظر حضور پر ہے

لبِ ہائے رسول کا ہے اعجاز
یاور جو چمک کھجور پر ہے

یاور وارثی کی نعتوں میں بحور کا جو تنوع دیکھنے میں آتا ہے وہ ان کے دیگر ہمعصر شعراء میں کم کم نظر آتا ہے۔ انکے جوہر اس میدان میں تب کھلتے ہیں جب وہ ہندی الاصل بحور یعنی بحر متقارب اور بحر متدارک میں اپنی عقیدتوں کے شعری گوہر نعت نبی ﷺ کے لئے وقف کرتے ہیں۔ ان بحور میں جتنے ممکنہ آہنگ ہو سکتے ہیں، دیگر بحور میں اتنے نہیں ہیں۔ پھر بھی یاور وارثی نے بیشتر آہنگوں میں نعت کہنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ بحر متدارک مثمن مخبون (ایک مصرع میں فَعِلُن چار بار) کا یہ آہنگ اسی کے بس کی بات ہے جو بحور واوزان پر پوری دسترس رکھتا ہو کیونکہ اس میں بھی تین متوالی حرکتوں کا التزام رکھنا پڑتا ہے جو ناممکن تو نہیں مگر بہت مشکل ضرور ہے۔

جو غبارِ مدینہ قبول کرے
وہی رحمت حق کا حصول کرے

وہ جو چاہے ببول کو کر دے گلاب
وہ جو چاہے گلاب ببول کرے

"بحر ہزج مثمن اشتر" (فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن) کا یہ آہنگ بھی آجکل لوگ کم کم استعمال میں لا رہے ہیں، مگر یاور صاحب نے شاید یہ طے کر لیا ہے کہ نعت نبی ﷺ کے لئے اپنی قوتِ شعرگوئی کو امتحان میں ڈالیں گے اور زیادہ مشقت کی وجہ سے زیادہ ثواب کے حقدار ہو جائیں گے:

دشت جاں کے موسم کو خوشگوار کرتا ہے اسم باوقار ان کا
آہوئے تکلم کو بخشتا ہے جولانی مشک اعتبار ان کا

"بحر رمل مثمن سالم" (ایک مصرع میں فاعلاتن چار بار) میں بھی یاور وارثی نے جس روانی اور شگفتگی سے نعتیہ اشعار نکالے ہیں وہ ان کی عقیدت اور شاعرانہ بلندی پر دال ہے:

عالمِ نادیدہ و دیدہ شجر ان کے لئے ہے
سر خمیدہ ایک اک شاخِ ثمر ان کے لئے ہے

جن کو حاصل ہو گئی پتوار اسمِ مصطفٰے کی
موجِ طوفاں سے گزرنے کا ہنر ان کے لئے ہے

"بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض" کے ایک اور آہنگ کو یاور وارثی نے بڑی چابکدستی

سے برتا ہے چونکہ اسی بحر سے رباعی کے آہنگ کا استخراج ہوتا ہے اسلئے یہ بحر بھی ہرایرے غیرے شاعر کے بس کی بات نہیں ہے۔ 'مفعول مفاعلن مفاعیلن' کے وزن پر یہ اشعار ملاحظہ ہوں جن میں عقیدت کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ بلا کی روانی، شعری محاسن اور شاعرانہ فنکاری موجود ہے۔

وہ در تو کرم کا اک سمندر ہے
اس در پہ نثار سیلِ منظر ہے

عالم ہے مکاں مکان میں وہ ہیں
ہر گوشۂ لا مکاں منور ہے

بہرحال مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی باک نہیں ہے کہ یاور وارثی کے نعتیہ مجموعہ میں سادگی سلاست اور برجستگی کا ایک خوبصورت گلشن کھلا ہوا ہے۔ بحر کے انتخاب نے اشعار میں موسیقیت پیدا کی ہے۔ بحور کے تنوع کے رنگارنگ گلاب کھلے ہوئے ہیں۔ لفظوں کے خلاقانہ استعمال اور نئے نئے مضامین نے ان کی نعتوں میں ندرت پیدا کر دی ہے۔ انہوں نے نعت کو رسمی عقیدت سے دور اور ایمان کی روشنی سے قریب کر دیا ہے اور خاص بات یہ کہ جدت پسندی کے جوش میں کلاسیکی رچاؤ اور روایت کا دامن کبھی نہیں چھوڑا۔

دیگر شعری محاسن کے ساتھ ساتھ بحور کا جو تنوع پایا جاتا ہے وہ دیگر نعت گو شعرا کے یہاں مفقود ہے۔ میں ان کی نعت کو شمعِ ایجاد کی لو اور بزمِ رسالت کا حسین گلدستہ کہنا مناسب سمجھتا ہوں۔

فاروق جائسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روشنی کی طرف

مدینہ میرا چراغ ہے۔ چراغ کی لوذات امی لقبی ہے۔ روشنی سیرت ہے۔ روشنی کا سفر جاری وساری ہے جو ابدالآباد تک جاری رہے گا۔ میں چراغ سے دور بہت دور ہوں۔ چراغ کی روشنی کہیں دور بہت دور محسوس ہو رہی ہے۔ میری ذات میرا وجود اندھیروں میں گم ہوتا جارہا ہے، میں اندھیروں کا لقمہ بنتا جارہا ہوں، میں اندھیروں میں ضم ہوتا جارہا ہوں۔ میں اندھیروں کے سمندر میں ڈوبتا جارہا ہوں۔ میں کیا ہوں، میں کیا تھا، میں کون ہوں، میری حقیقت کیا ہے، سب کچھ بھولتا جارہا ہوں۔ وقت کی پر پیچ اور جاں سوز راہوں پر سفر کرتا ہوا بہت دور نکل آیا ہوں، اپنی راہ بھولتا جارہا ہوں، اپنی منزل کا نشان کھوتا جارہا ہوں۔ اے میرے ہم سفر! اے وقت! مجھے میرے چراغ کے پاس لے چل کیونکہ اسی میں جذب ہونا میرا مقدر ہے۔

لوٹ جا عہد نبی کی سمت رفتارِ جہاں
پھر مری پسماندگی کو ارتقا درکار ہے

(حسان العصر مظفر وارثی)

روشنی کی تلاش میرا ارادہ ہے۔ روشنی کی طرف مراجعت میرا نصب العین ہے۔ روشنیوں سے اپنے وجود کے نہال زرد کی آبیاری میرا مقصد حیات ہے۔ روشنی ایک مکمل وجود ہے، روشنی کے وجود کے بغیر زندگی نامکمل ہے بلکہ ناپید ہے۔

میرے اردگرد پھیلی ہوئی روشنی ایک دھوکا ہے، ایک سراب ہے، تاریکیوں کے بے آب و گیاہ صحرا میں بھٹکنا میرا مقدر بن گیا ہے، سرابوں کے پیچھے بھاگنا میری سانسوں کا شغل ہو گیا ہے۔ زندگی کی سخت دھوپ میں میرا وجود پگھل رہا ہے۔ میں بے نشان ہوتا جارہا ہوں۔ میں ختم ہوتا جا رہا ہوں۔ اے روشنی! اے مدینے کے چراغ کی لو سے پھوٹتی روشنی! مجھے اپنا سایہ عطا کردے۔ مجھے

اپنی جستجو ہے، مجھے میرا پتہ بتادے۔ مجھے اپنی طرف کھینچ لے۔اپنی رحمت والی بانہوں میں سمیٹ لے۔

اے روشنی! میری زندگی، میری سانسیں، میرے الفاظ، میرا جو کچھ بھی ہے وہ سب تیرا اثاثہ ہے، تیری ملکیت ہے۔اس اثاثے کو، ان سانسوں کوڈوبنے سے بچالے، زندگی کوختم ہونے سے محفوظ رکھ۔موت کے بھیانک پنجے میرے قریب بہت قریب آچکے ہیں، شاید اگلی ساعت مجھ کوابدی نیند سلادے، اس سے پہلے مجھے اپنی پناہوں میں لے لے۔

اے میرے بھائی! میں نے کچھ نہیں کہا، میرے یہ الفاظ جو تیرے سامنے صفحۂ قرطاس پر بکھرے ہیں، میرے اپنے کہاں ہیں، میں نہ الفاظ کی ماہیئت سے واقف ہوں نہ الفاظ کے بطن میں خوابیدہ معانی سے۔ یہ اسی روشنی کی عطا ہے اسی کے الفاظ ہیں، اسی کے حرف ہیں وہی مجھ سے اپنی تلاش وجستجو کا کام لے رہی ہے۔ یہ الفاظ اسی کی تلاش وجستجو اور اسی میں واصل ہوجانے کی ایک کوشش ہے، اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ کاش رب کونین میری مدد کرے، مجھے میری روشنی کا پتہ فراہم کردے۔ مجھے اس سے ملادے۔کاش!............کاش!

اے میرے مونس وہمدرد بھائی اگر تو میری کچھ مدد کرنا چاہتا ہے تو آ اور میرے اس کام میں میری مدد کر۔اسی کام میں لگ جا۔اسی کام میں تیری بھلائی بھی ہے اور میری بھی۔ میں بھی مر چکا ہوں تو بھی مر چکا ہے۔ دنیا کی رنگینیوں کو چھوڑ کر اس طرف نکل چل جہاں صرف زندگی ہی زندگی ہے، جہاں موت کا داخلہ ممنوع ہے۔ جہاں حیات پوری آب وتاب سے رقصاں ہے۔

میرے بھائی! صفحۂ قرطاس کے کشکول میں محفوظ میرے آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی اگر تیری آنکھوں تک پہنچ سکا تو میں سمجھوں گا کہ میری صحرانوردی حرف ولفظ رائیگاں نہیں۔ تیرا قطرۂ اشک میری شریانوں میں آگ بن کر دوڑے گا اور میرا احساس تشکر تیرے لئے میری طرف سے نذرانۂ محبت ہوگا۔

یاور وارثی...................................

☆

جب بھی کوئی نغمہ پھوٹا بکھرے فضا میں رنگ نئے
آؤ نہ ہم بھی مل کر ڈھونڈیں نعت کے کچھ آہنگ نئے
میری بساطِ فکر سخن کیا نعت کے پیارے شعروں کو
ان کی نوازش اُن کی عطا نے بخش دیئے فرسنگ نئے

یاوروارثی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
(قرآن پاک)

حمد

حمد کی فکر میں لفظوں کو جو دی میں نے صدا
لب پہ خوشبو کی طرح نام محمد آیا
(صلی اللہ علیہ وسلم)

☆

خالق کن فکاں ، رب ارض و سما ، مصطفیٰ کے خدا
مصطفیٰ پر ہے بس ، تیری حمد و ثنا ، مصطفیٰ کے خدا

ہم حریص کرم ، تو عطا ہی عطا ، مصطفیٰ کے خدا
رکھ ہمارے لئے بابِ رحمت کھلا مصطفیٰ کے خدا

تیری مرضی پہ ہے تو جو چاہے بڑھے پیاس اتنی کہ بس
ایک قطرہ بنے کل سمندر ترا مصطفیٰ کے خدا

صرف تیری رضا، میرا مطلوب ہو، میرا مقصود ہو
ہو عبادت مری، بے طلب، بے ریا، مصطفیٰ کے خدا

سب ستارے ترے، ساری سمتیں تری، سارے رستے ترے
خالق دوجہاں اے مرے رہنما، مصطفیٰ کے خدا

میرا سب کچھ ترا، تیرا سب کچھ مرا، ماسوا کچھ نہیں
تو ہی آئے نظر ، آئینہ، آئینہ ، مصطفیٰ کے خدا

تیری قدرت ہے وہ حرف کن کی تجھے کچھ ضرورت نہ تھی
خلق کرتا جہاں ، اک اشارا ترا ، مصطفیٰ کے خدا

تیرا دست کرم توڑ دیتا ہے سب ہتھ کڑی بیڑیاں
تو ہی بخشے ہمیں ، روشنی اور ہوا ، مصطفیٰ کے خدا

ایک ہی شاخ میں ، اتنی نیرنگیاں ، اتنی حیرانیاں
ہر ثمر کو دیا اک الگ ذائقہ ، مصطفیٰ کے خدا

باغِ اُمید میں اک شجر اور ہے ، بے عبا ، بے قبا
منتظر ہے ، ترے ابر الطاف کا ، مصطفیٰ کے خدا

عشق سرکار کا دل پہ تحریر کر ، کوئی تدبیر کر
یاد آئے سبق ہم کو بھولا ہوا ، مصطفیٰ کے خدا

یاورؔ وارثی کے لئے زندگی کر دے آسان تو
مصطفیٰ کے خدا ، مصطفیٰ کے خدا ، مصطفیٰ کے خدا

☆

اُسی کے گل میں اشارے اُسی کے گیسو میں
رواں دواں ہے وہی موج موج خوشبو میں

اسی نے دشت تماشا کو طول و عرض دیئے
اسی نے رم کے شرارے بھرے ہیں آہو میں

وہی ہے انجمن دل میں ہم نشیں میرا
اسی کی دستکیں سنتا ہوں اپنے پہلو میں

مری گرفت سے باہر ہوں کیوں افق اس کے
''اسی کا زور تصرف ہے دست و بازو میں''

وہ جس کو چاہے کرے سائبانِ ابر عطا
وہ چاہتا ہے تو چلتے ہیں قافلے لو میں

اسی کی لَو سے ہے روشن فضائے عارض و لب
اسی کے انجم و مہتاب چشم و ابرو میں

کسی کو بھیج کے اس نے مٹا دیئے وہ نقوش
جو موجِ آب بنا کر گئی تھی بالو میں

ہوا بھی چھو لے تو جھک جائے اک طرف یاؔور
اسی کے عدل کا اظہار ہے ترازو میں

☆

نزدیک تر از رگِ گلو تو
ہر موجِ نفس کی آبرو تو

نظروں سے مری نہاں ہے لیکن
رہتا ہے ہمیشہ روبرو تو

دے گل کو بشارتِ تبسم
پہنا کے قبائے رنگ و بو تو

تیری ہی عطا ہے نطق و گفتار
سرمایۂ بزمِ گفتگو تو

ہر رنگ میں آئینہ تری ذات
بارش تو، سبزہ تو، نمو تو

ہر خلقت آب و گل میں تو ہے
قریہ قریہ ہے کو بہ کو تو

کیا میری فراست و بصیرت
ہے وجہ ہزیمت عدو تو

یاورؔ کی طرح ہزاروں یاورؔ
چاہے تو بنا دے ہو بہو تو

☆

تابانیِ شعلۂ نمو بھی تیری
بیتابیِ موج رنگ و بو بھی تیری

ساحل بھی ترے ہیں آبجو بھی تیری
موجوں کی تلاش و جستجو بھی تیری

ہے پرچم حرفِ حق بھی تیرا یارب
ہم بھی ہیں ترے صف عدو بھی تیری

تیری ہی متاعِ آبلہ پائی بھی
صحرائے تشنگی کی خو بھی تیری

زنجیر قفس بھی شعلۂ حسرت بھی
آوازِ پرندِ خوش گلو بھی تیری

اَشکوں سے تر بہ تر یہ دامن بھی ترا
اور دست دعا کی آبرو بھی تیری

آدابِ نشست ولب کشائی بھی ترے
جبریل بھی تیرے گفتگو بھی تیری

پیراہن تار تار بھی تیرا ہے
مشاقیِ سوزنِ رفو بھی تیری

اُمید گل و ثمر بھی تیری ہی عطا
دل بھی ترا شاخِ آرزو بھی تیری

الفاظ بھی تیرے ہیں معانی بھی ترے
شیرینیِ شہد گفتگو بھی تیری

زخموں سے ٹپک رہی ہے قطرہ قطرہ
یارب یہ صدائے ہاؤ ہو بھی تیری

اندازِ خرامِ صبح روشن بھی ترا
رفتارِ شب سیاہ رو بھی تیری

وہ سینۂ آب جو پہ کرتی پرواز
چڑیوں کی قطارِ خوب رو بھی تیری

یاورؔ کا یہ دامن تہی بھی تیرا
گنجینہ ترا عطا کی خو بھی تیری

☆

اے مرے پروردگار

☆

اے مرے اللہ اے کونین کے پروردگار
تو نے حرفِ کن سے پیدا کر دیئے لیل و نہار
ابتدا تیری ہے کوئی اور نہ کوئی انتہا
میں ہوں کیا، میں کیا کروں گا حمد تیری اے خدا
لامکاں ہو یا مکاں ہو آسماں ہو یا زمیں
تیری ذاتِ پاک سے کوئی جگہ خالی نہیں
تیری قدرت کا کرشمہ ہیں زمین و آسماں
چلچلاتی دھوپ میں رکھے ہیں تو نے سائباں
دے کے ٹھنڈا خوبصورت اور نوری پیرہن
چاند تاروں سے سجائی آسماں کی انجمن
ابر باراں گھر کے آئے اس طرح بارش ہوئی
چپہ چپہ ہوگیا سیراب اور کھیتی ہری
پیڑ پودوں سے سجا کر تو نے یہ دھرتی مری
خوشبوئیں پھولوں کو دیں اور خوشبوؤں کو بے کلی
مسکرائی ہر کلی پھولوں کے چہرے کھل اُٹھے
خوبصورت طائروں کے گونجتے ہیں چہچہے
کون ہے جس نے خزاں کے منھ کو کالا کر دیا
اور بہاروں کا جہاں میں بول بالا کر دیا
دے کے نعمت اور دولت قوتِ پرواز کی
ہر پرندے کو عطا تو نے نئی آواز کی
مچھلیوں کو بخش دی پانی کے اندر زندگی
سخت حیرت میں پڑی ہے میرے رب حیرت مری

وقت کو باندھا ہے تو نے بخش کر دن اور رات
یونہی چلتا ہے ، چلے گا یونہی نظم کائنات

اپنا اپنا راستہ طے کر رہے ہیں روز و شب
بال بھر ہوتا نہیں ہے فرق اسمیں میرے رب

اے خدا دیتا نہ تو مجھ کو جو میرے والدین
پھر کہاں ملتا زمانے میں مجھے یہ سکھ یہ چین

راستے ملتے ہیں تیری رہنمائی کے طفیل
منزلیں روشن ہیں تیری کبریائی کے طفیل

تیری قدرت کا بیاں ممکن نہیں انسان سے
خاک سے صورت بنائی اور نوازا جان سے

کیسے کہدوں تجھ سا ہے موجود کوئی دوسرا
جب زمانے میں نہیں ثانی ترے محبوب کا

کون ہے جس کو نہیں کونین میں پانی فنا
ایک تیری ذات ہے جس کو نہیں آنی فنا

تیری حکمت تیری دانائی ہے تیرا راج ہے
حاضری تیرے حضور انسان کی معراج ہے

تجھ پہ ایماں فرض ہے تیری محبت فرض ہے
تیری ہر مخلوق پر تیری عبادت فرض ہے

جس کے صدقے میں کیئے تخلیق تو نے بحر و بر
ہاں ، اُسی محبوب کی جانب ہے اب روئے سفر

گمرہی کی آندھیاں ہیں دشت ہے آفات کا
ڈور کس یاور کی خاطر اے خدائے مصطفٰے

☆

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

(قرآن پاک)

مناجات

جیسے ہی دیں دعا نے درودوں کی دستکیں
روشن ہوئے چراغ اجابت کا در کھلا

☆

شاخِ بے برگ کو گلستاں کر
ہم نوائے ہوائے پیچاں کر

شعلۂ رومی و غزالی بھیج
مشعل زندگی فروزاں کر

بے اماں دشت، سر پہ سورج ہے
حسن کی زلف کو پریشاں کر

شمس نصف النہار حق کو بنا
سرنگوں ہر صلیب خنداں کر

خاک کو دے نمو کے نذرانے
ابر بے فیض کو گریزاں کر

دے قبا برگ و بار کی مولیٰ
سبز و شاداب شاخِ عریاں کر

فرش ہو عرش ہو خلاء ہو کہ دل
زیر پا ہر فصیل امکاں کر

مجھ کو کوئے حبیب تک پہونچا
دور سینے سے درد ہجراں کر

روبرو دل کے رکھ جمال اس کا
آئینہ ہے تو اِس کو حیراں کر

دل میں رکھے ہوئے بتوں کو نکال
یا الٰہی ہمیں مسلماں کر

دے کے یاؔور کو عشق وارث پاک
وارثی رنگ کو نمایاں کر

☆

☆

اڑنے کا سلیقہ دے پرواز کے پر دے دے
ہو جس میں رضا تیری وہ راہگزر دے دے

زخموں کو ہرا کردے آہوں میں اثر دے دے
اس دامن خالی کو یارب یہ گہر دے دے

اٹھے ہوئے ہاتھوں کو مایوس نہ کر یارب
مقبول دعاؤں کا ان کو بھی ثمر دے دے

ہم کو بھی تمنا ہے جنت کے اجالے کی
ماں باپ کی خدمت کا پرنور گہر دے دے

یارب مجھے دشمن کا احسان چکانا ہے
دے حوصلہ خالد کا طارق کا جگر دے دے

غیروں کو بنادیں ہم اسلام کا دیوانہ
وہ خلق و مروت دے، وہ علم و ہنر دے دے

دولت نہ سہی یارب، ثروت نہ سہی یارب
یاؔور کے گھرانے کو توقیر دگر دے دے

☆

☆

رسول پاک کے در کا فقیر کر مولا
بہت غریب ہوں مجھ کو امیر کر مولا

جو رہروانِ مدینہ کو راہ دکھلائے
مجھے وہ سنگ مسافت کا تیر کر مولا

امیرِشہر کے پنجے سے دے رہائی مجھے
نبی کی زلف کرم کا اسیر کر مولا

سیاہ رات ہے، جنگل ہے اور میں تنہا
نوازشاتِ نبی کو نصیر کر مولا

مجھے بھی نقش کف پائے مصطفیٰ سے نواز
مجھے بھی کاہکشاں کی لکیر کر مولا

تھکے جو رقص جنوں سے مرے بدن کا مزاج
تو پھر فدائے سراجِ منیر کر مولا

خیال و فکر کو پاکیزگی عطا کر دے
سخن کو نعت نگاری کا پیر کر مولا

نظر کو محرمِ نظارۂ مدینہ کر
تصورات کو روشن ضمیر کر مولا

نبی کی مدح نگاری کا شوق ہو جن کو
اُن اہل فن کو ادیبِ شہیر کر مولا

لحد میں یاورِ ناکارہ جب پہونچ جائے
تو سہل شدتِ منکر نکیر کر مولا

☆

نعت پاک

خوشبوؤں کی روشنائی میں ڈبو کر میں قلم
نعت سرور لکھ رہا ہوں عشق کے اوراق پر

☆

مہرباں محبوبیت کا تاجور ہونے کو ہے
اب یہ دنیا کا خذف رشک گہر ہونے کو ہے

ذرۂ طیبہ کا مسکن میرا گھر ہونے کو ہے
روشنی ہی روشنی اب یہ کھنڈر ہونے کو ہے

اٹھنے والی ہے نگاہ رحمۃ للعالمیں
دفتر عصیاں مرا زیر و زبر ہونے کو ہے

آنے والا ہے وہ جس کی منتظر تھی کائنات
ختم پر آئی شب ہجراں سحر ہونے کو ہے

ہونے والے ہیں عمر اب آشنائے انقلاب
بد نگاہی لمحہ بھر میں خوش نظر ہونے کو ہے

منصب نو ملنے والا ہے ابوسفیان کو
دشمن چاک شرافت ، کوزہ گر ہونے کو ہے

نقش پائے مصطفےٰ کے جلنے والے ہیں چراغ
درحقیقت رہگور اب رہگزر ہونے کو ہے

چلنے والی ہیں نظام مصطفےٰ کی آندھیاں
سطوت مینار بابل خاک در ہونے کو ہے

فکر کرتی ہے طوافِ عظمت شاہِ امم
رشتہ قرطاس و قلم کا معتبر ہونے کو ہے

رکھنے والے ہیں مرے سرکار سینے پر قدم
راستے کا ایک پتھر تاجور ہونے کو ہے

اب بصیرت پانے والی ہے بصارت کی جگہ
نام پر ان کے فدا اک چشم تر ہونے کو ہے

خوشبوؤں کے قافلے ڈالے ہیں ڈیرا شام سے
خانۂ دل رحمت عالم کا گھر ہونے کو ہے

جبرئیل و رف رف و براق پیچھے رہ گئے
اوج کی اب آخری منزل بھی سر ہونے کو ہے

سیل غم تھمنے لگا دل کو سکوں ملنے لگا
یعنی قصہ دوریوں کا مختصر ہونے کو ہے

دل کو عجلت ہے بہت اور دور ہے ان کی گلی
آج یاؔور امتحانِ بال و پر ہونے کو ہے

☆

☆

قید کے حکم کی تحریر مدینے سے چلے
میں یہاں سے چلوں، زنجیر مدینے سے چلے

برق سا بن کے گرا فرقت و دوری کا خیال
اہل دل صورتِ تصویر مدینے سے چلے

یاد تڑپاتی تھی جن کو بہت اپنے گھر کی
وہ بھی افسردہ و دلگیر مدینے سے چلے

رات تاریک ہے ، جنگل ہے ، مسافر تنہا
نکہت زلف گرہ گیر مدینے سے چلے

جس کی اک ضرب میں ہے سارے اندھیروں کا علاج
پھر وہ کردار کی شمشیر مدینے سے چلے

گھر مہکتا رہے دن بھر مرا پھولوں کی طرح
شام آجائے تو تنویر مدینے سے چلے

چاہتا ہوں کہ بدن پر ہو مدینے کا غبار
کاش اس خواب کی تعبیر مدینے سے چلے

جب مجھے ذلت و تحقیر سے دیکھا جائے
دولت عزت و توقیر مدینے سے چلے

میرے سرکار کا قد ناپنے والو سوچو
حشر کیا ہو اگر اک تیر مدینے سے چلے

رو رہے ہیں در و دیوار، دریچے ہیں اُداس
کربلا کے لئے شبیر مدینے سے چلے

خواجہ کردارِ شہِ دیں کا عمامہ پہنے
بن کے قرآن کی تفسیر مدینے سے چلے
(ق)
اب ہے اجمیر کی تقدیر بدلنے والی
اہل فن ماہر تعمیر مدینے سے چلے

ساری دنیا کہے سرکار کا منگتا یاؔور
یوں مرا راتب تقدیر مدینے سے چلے

☆

☆

یہ شب یہ نعت نبی کا موسم یہ خوشبوؤں کا خرام دیکھو
ہر ایک لب پر کھلا ہوا ہے گل درود و سلام دیکھو

نگین ارضی ہے ان کا گنبد معین عالم ہے ذات ان کی
جبین عرش علیٰ پہ روشن ہمارے آقا کا نام دیکھو

دیارِ سرور میں جا کے دیکھو بہارِ محبوبیت کا جوبن
چراغِ وحدت کی روشنی میں فضائے بیت الحرام دیکھو

شفاعتوں کا حسین منظر میانِ محشر نظر سے گزرا
اب ان کے ہاتھوں سے پی رہے ہیں غلام کوثر کے جام دیکھو

طوالت شب تھکی ہے،سحر کی آغوش ڈھونڈتی ہے
نبی کے قعدے، نبی کے سجدے، نبی کا طولِ قیام دیکھو

یہاں کے باغوں کی سیر کرنے میں دیر کیسی گریز کیسا
دیارِ مدحت میں آگئے ہو تو صبح دیکھو نہ شام دیکھو

نگارِ یاد رسول اکرم درِ عقیدت پہ لکھ گئی ہے
مرے حوالے کرو پھر اپنے مکانِ دل کا نظام دیکھو

تم اپنے گھر سے لپٹ کے روتے ہو کیا ملے گا یہاں سے یاؔور
نبی کے محراب و در کو چومو نبی کے دیوار و بام دیکھو

☆

پہن لے طوق غلامی مصطفٰے کہ خدا
تری اڑان ترے بال و پر نہ دیکھے گا
عجیب ضد ہے کہ طیبہ سے پہلے دیوانہ
حرم کا منظر دیوار و در نہ دیکھے گا

☆

دشت جاں کے موسم کو خوشگوار کرتا ہے اسم باوقار ان کا
آہوئے تکلم کو بخشتا ہے جولانی مشک اعتبار ان کا

وقت کے اندھیروں کی ہر دبیز چادر کو تار تار کرتا ہے
گمشدہ زمانوں کا یوں سراغ دیتا ہے سنگ رہگزار ان کا

دشمنوں کی صف میں تھی، دھوپ کی تمازت بھی، آبلوں کی زحمت بھی
یاد جب کیا ان کو گردباد کی صورت مل گیا حصار ان کا

سب کے دست خالی پر دانۂ کرم رکھ کر سرفراز کرتے ہیں
سارے آبشار ان کے، ساری وادیاں انکی، سارا سبزہ زار ان کا

ان کا نام لیتے ہی آتشیں نظارے سب، بجھ گئے شرارے سب
ابر جھوم کر برسے ، آگیا مری جانب موسم بہار ان کا

زندگی کی راہوں میں یاورؔ ایک لمحہ بھی مشکلوں سے ملتا ہے
دل تو چاہتا یہ ہے ، رات دن کیا کرتے ذکر بار بار ان کا

☆

☆

ماہرو ، ماہ بدن ، ماہ جبیں کچھ بھی نہیں
اے گلِ طیبہ نگر تجھ سا حسیں کچھ بھی نہیں

اور کچھ مقصد تخلیق اگر ہو تو بتاؤ
ان کی مسند کے سوا عرش بریں کچھ بھی نہیں

میرے آقا کے جو تلوؤں کے برابر ہو جائے
آسماں ہوں کہ زمینیں ہوں کہیں کچھ بھی نہیں

ہاں مگر اُن سے تعلق کا شرف ہے ورنہ
یہ مکاں کچھ بھی نہیں ہے یہ مکیں کچھ بھی نہیں

اُن کی آنکھوں کی قسم کچھ نہیں نرگس کا جمال
ان کے تلوؤں کی قسم ماہِ مبیں کچھ بھی نہیں

میری نظروں میں ہے آرام گہہ سرور دیں
ہوگا وہ تاج محل میرے قریں کچھ بھی نہیں

میرا اعزاز ہے بس ان کا گداگر ہونا
کچھ نہیں تاجِ شہی ، کچھ بھی نہیں ، کچھ بھی نہیں

چشم و ابروئے شہ دیں کی ہے یاؔور خیرات
ماسوا اس کے کہیں زیرِ زمیں کچھ بھی نہیں

☆

کچھ سوچ کہ ہے دھیان کہاں مانگنے والے
مانگ ان کی گلی ان سے مکاں مانگنے والے

آنکھوں میں دیئے عشق شہ دیں کے جلالے
اے راہِ سفر نور فشاں مانگنے والے

سرکار کا نقش کف پا مانگ خدا سے
اے عزت و توقیر جہاں مانگنے والے

پہچان بنانی ہے تو سجدوں کی تڑپ مانگ
ہر سانس پہ اے نام و نشاں مانگنے والے

جس وقت سے دیکھے ہیں مدینے کے بھکاری
سکتے میں ہیں تقدیر شہاں مانگنے والے

سن شہد میں ڈوبی ہوئی سرکار کی باتیں
اللہ سے اے میٹھی زباں مانگنے والے

دشمن کو اگر زیر ہی کرنا ہے تو یوں کر
مانگ ان کی ادا تیر و کماں مانگنے والے

قرآں کی تلاوت سے ترا کام بنے گا
سب سے الگ اندازِ بیاں مانگنے والے

بے مانگے ہی دامن وہ بھرے دیتے ہیں سب کا
حیرت میں ہیں سب پیر و جواں مانگنے والے

کہنے کی ضرورت نہیں سرکار سے تجھ کو
حاجت ہے تری اُن پہ عیاں مانگنے والے

دیکھے در و دیوار مدینے کے تو یاؔور
خوش ہوگئے جنت کا سماں مانگنے والے

☆

ہزار خوابوں سے بڑھ کر ہے میری بے خوابی
کہ زیرِ فکر ہے نعت حبیب رب کریم
مرا پرند تخیل اڑا جو طیبہ کو
لپٹ لپٹ گئی قدموں سے آ کے موج شمیم

☆

☆

وہ نام شہد میں ڈوبی زبان دیتا ہے
وہ نام نور کی چادر سی تان دیتا ہے

وہ نام احمد و محمود ہے محمد (ﷺ) ہے
وہ نام عرش کو مسند کی شان دیتا ہے

وہ نام ذہن کو افکار کا خزینہ دے
وہ نام حرف کو معنی کی جان دیتا ہے

وہ نام بنتا ہے پروازِ شوق کی بنیاد
وہ نام طائرِ حق کو اڑان دیتا ہے

وہ نام بند نہیں کرتا در نوازش کے
وہ نام بھیک کرم کی ہر آن دیتا ہے

وہ نام چاند ستاروں سے بھر دے دل کی زمیں
وہ نام ہم کو نئے آسمان دیتا ہے

وہ نام پھول کو دے رنگ و بو کا گنجینہ
وہ نام سنگ کو شستہ زبان دیتا ہے

وہ گمرہی کو دکھائے یقین کا رستہ
وہ نام دربدری کو مکان دیتا ہے

محبت اس کو ہے اپنوں سے جس قدر یاوؔر
وہ نام غیر پہ بھی اتنا دھیان دیتا ہے

☆

لئے ہوئے در سرکار کائنات کے خواب
ہوا جب آئی مدینے سے دل ہوا بیتاب
کوئی بھی گوشۂ سیرت نہیں ہے پوشیدہ
جہاں سے چاہیئے پڑھیئے، کھلی ہوئی ہے کتاب
تمام عالم ادراک گرد پا اُن کی
لگا سکو تو لگاؤ نبی کے قد کا حساب

☆

☆

یہ نعت پاک کا حاصل گمان میں بھی نہ تھا
سکون اتنا کسی سائبان میں بھی نہ تھا

نبی کے ذکر نے اس کو بھی کر دیا روشن
''چراغ سامنے والے مکان میں بھی نہ تھا''

نبی کے یوم ولادت پہ آمنہ کے گھر
جو اہتمام ہوا ، آسمان میں بھی نہ تھا

کشش کا وصف جو تھا گفتگو میں آقا کی
کسی کہانی کسی داستان میں بھی نہ تھا

غموں کا بوجھ جو لے کر چلا تھا میں گھر سے
مدینے پہونچا تو وہ میرے دھیان میں بھی نہ تھا

جو ہاشمی در و دیوار کر گیا روشن
چراغ ایسا کسی خاندان میں بھی نہ تھا

درِ نبی پہ پہونچنے کے بعد اے یاؔور
سکوت میں جو مزا تھا بیان میں بھی نہ تھا

☆

☆

محیط کون ومکاں میں اُن سے ہی رقصِ امواجِ زندگی ہے
ہر ایک شے بزمِ رنگ و بو کی اُنہیں کے بارے میں سوچتی ہے

وہی تبسم کہ جس سے شاخِ نفس ازل سے ہری بھری ہے
اُسی تبسم کا ایک صدقہ نظامِ شمسی کی روشنی ہے

سمندروں کا سکوت جب ٹوٹتا نہیں ہے کسی بھی صورت
تو موج ساحل کے پاؤں پڑ کر پتہ مدینے کا پوچھتی ہے

سخاوتیں چاندنی کی صورت تمام جنگل میں بچھ گئی ہیں
چراغِ عزم سفر کی لو میں خیالِ آقا کی روشنی ہے

چمن کی خوشبو بکھر بکھر کر تلاش کرتی ہے اپنا مرکز
گلابِ روئے رسول کی جستجو میں تتلی بھٹک رہی ہے

نقاب ایک ایک کر کے رازِ نہاں کے چہرے سے اُٹھ رہے ہیں
نگاہ اُن کے درِ مقدس کی خاک آنکھوں میں مَل رہی ہے

غمِ نبی کی ملی جو لذت تو پھینک کر تاجِ عیش و راحت
کہیں بہاریں تڑپ رہی ہیں کہیں پہ شبنم سسک رہی ہے

چہار سمتیں ادب سے گنبد کے چار جانب کھڑی ہوئی ہیں
کلس سے مل کر کمانِ مشرق کمانِ مغرب سے مل رہی ہے

غبار کے چودہ پردے حائل ہیں پھر بھی تاریکیوں کی صف میں
عجب سراسیمگی ہے طاری ، عجیب سی کھلبلی پڑی ہے

اُنہیں کے دستِ عطا سے یاؔور ہمارے دامن بھرے ہوئے ہیں
کرم نوازی اُنہیں کی ہم کو کھلا رہی ہے پلا رہی ہے

☆

نبی کے پاؤں کے نیچے ہیں مال و دولت سب
انہیں کا صدقہ ہے دنیا کی شان و شوکت سب
قسم خدا کی درِ مصطفیٰ پہ ملتے ہیں
سکون، امن، مساوات اور محبت سب

☆

☆

پاؤں کو اُن کی زمیں سر کو ملی چھت اُن کی
ہم پہ سر تا بہ قدم ہے یہ عنایت اُن کی

رخشِ ہر عہد کا میثاقِ وفا ہے اُن سے
راستے اُنکے، سفر اُنکے، مسافت اُن کی

آندھیاں بھی چلیں طوفاں بھی بہت آئے مگر
مجھ کو روکے رہی قندیل حفاظت اُن کی

قیدئ جنگ کی تکلیف بھی دیکھی نہ گئی
ماں کی آغوش سے اچھی ہے حراست اُن کی

یہ ہے الطاف و کرم اور مروت کی مثال
مجھ سے کمبخت پہ رہتی ہے عنایت اُن کی

ایک اک شخص ہوا نرم مزاجی پہ نثار
چاند کو مل گئی تھوڑی سی جو فطرت اُن کی

گام در گام اُگیں رزق کی تازہ فصلیں
جب حلیمہ کا مقدر ہوئی خدمت اُن کی

قافلہ وقت کا رک جائے تو حیرت کیا ہے؟
لمحے اُنکے ہیں، صدی اُنکی ہے، ساعت اُن کی

طائرِ دشت خلا کا ہنر اُن کے صدقے
شہپر اُنکے ہیں، ہوا اُنکی ہے، قوت اُن کی

ہر نئے موڑ پہ ہے نصب اُنہیں کا پرچم
جدّت اُنکی ہے ہر اک طرز قدامت اُن کی

زندگی کرنے کا ہر ایک ہنر اُن کا ہے
ہر قدم پر ہمیں پڑتی ہے ضرورت اُن کی

اُن کی ہی ذات سے دھڑکن ہے دلوں میں قائم
ہر رگ کون و مکاں میں ہے حرارت اُن کی

میرے ہمدرد ہیں وہ مجھ سے زیادہ یاؔور
میرے ہر غم پہ تڑپ جاتی ہے رحمت اُن کی

☆

☆

نہ کسی کے حسن میں یہ کشش نہ کسی کا ایسا جمال ہے
مرے مصطفیٰ کی ہی ذات ہے جو خود آپ اپنی مثال ہے

نہ ہیں شرق و غرب کی وسعتیں نہ جنوب ہے نہ شمال ہے
مرے سامنے مرے مصطفیٰ کا دیارِ حسن و جمال ہے

مجھے لحظہ لحظہ ہیں کفر کی نئی سازشوں سے مقابلے
مرے مصطفیٰ یہ مری نہیں تری آبرو کا سوال ہے

جو پہونچ سکوں ترے روبرو ، جو ملے سلیقۂ گفتگو
تو میں آنسوؤں سے بیاں کروں جو یہاں کی صورتِ حال ہے

اِسے دیکھنا ، اِسے سوچنا ، اِسے سونگھنا ، اِسے چومنا
یہی خاکِ کوئے رسول ہے ، یہی میرا اوجِ کمال ہے

ترے نام ہی سے پڑے ہوئے ہیں جہانِ کفر میں زلزلے
ترا نام ہی مرا تیر ہے ، ترا نام ہی مری ڈھال ہے

مجھے اپنے شہر کی راہ دے ، مجھے اپنے در پہ پناہ دے
نہ طلب ہے نام و نمود کی نہ ضرورتِ زر و مال ہے

مجھے لگتا ہے مرے مصطفیٰ یہ ترے طواف کا سلسلہ
یہ جو گردشِ شب و روز ہے ، یہ جو گردشِ مہ و سال ہے

مجھے یاورؔ اُن سے بھی عشق ہے جو ہیں نور دیدۂ فاطمہ
جو علی کے باغ کے پھول ہیں جو حسن حسین کی آل ہے

☆

رسولِ پاک کی مرضی کا پاس رکھوں گا
میں گام گام یہی اک اساس رکھوں گا
مجھے ستائے گی جب تیرگی زمانے کی
چراغِ نعت نبی آس پاس رکھوں گا

☆

☆

تہہ بہ تہہ بحرِ معانی سخن نعت میں ہو
دسترس کم سے کم اتنی تو فنِ نعت میں ہو

تشنگی سیلِ نظارہ کو کیئے ہے بیتاب
کاش میری بھی رسائی چمنِ نعت میں ہو

ایسی وارفتہ مزاجی ہو عطا ربِّ قدیر
میں کہیں بھی رہوں دِل انجمنِ نعت میں ہو

عرش پرواز ہو ہر لفظ مگر شرط یہ ہے
عشقِ محبوبِ خدا جان و تنِ نعت میں ہو

جن میں روشن ہو خیالِ در و دیوارِ نبی
ایسے تاروں کی چمک پیرہنِ نعت میں ہو

فائدہ کیا کہ بنے رہیئے لکیروں کے فقیر
تازگی کچھ تو شرابِ کہن نعت میں ہو

کچھ ہو آغوشِ مدینہ سی لہک اور کشش
کچھ مہک خاکِ حرم کی بدنِ نعت میں ہو

آتے جاتے ہوئے کیا دیکھنا سننا یاؔور
بات تو جب ہے رہائش وطنِ نعت میں ہو

☆

در دیکھ کس کا در ہے یہ دیکھ اپنا سر نہ دیکھ
اے آگہی کے مارے ہوئے خیر و شر نہ دیکھ

مَل کر پروں پہ اپنے خیالِ درِ رسول
اُڑنے کی سوچ ٹوٹے ہوئے بال و پر نہ دیکھ

آنکھوں پہ پٹی باندھ لے عشق رسول کی
اِسکے سوا کچھ اور مرے ہمسفر نہ دیکھ

آ ، اے پرند روح مدینے کی سمت چل
حسرت سے لوٹ لوٹ کے بوسیدہ گھر نہ دیکھ

کچھ دور کی ہے بات وہیں چل کے سانس لے
اے رہروِ مدینہ گھنیرے شجر نہ دیکھ

گنبد رسولِ پاک کا رکھ لے نگاہ میں
ہے دیکھنے کی چیز یہ دنیا ، مگر نہ دیکھ

اے چاند تیری قوتِ دیدار کھو نہ جائے
نظریں جھکالے روئے شہ بحر و بر نہ دیکھ

قرطاس دل پہ غنچۂ عشق رسول کھینچ
اُترا قلم کی نوک پہ کیا کیا ہنر نہ دیکھ

بخشا گیا ہے نعت نگاری کا مشغلہ
یاور پلٹ کے جانب کار دگر نہ دیکھ

☆

☆

امن عالم کی علامت شہر اُن کا ہوگیا
ان کا کوچہ رحمتوں کا استعارا ہوگیا

زلف بکھرائی تو وجد آیا شب تاریک کو
مسکرائے یوں کہ دنیا میں اُجالا ہوگیا

مدتوں سے حق پرستی کو تھا جس کا انتظار
آمنہ بی بی کے گھر وہ نور پیدا ہوگیا

اُن کے جانے کی جگہ کا نام فردوسِ بریں
اُن کے آنے کی جگہ کا نام دنیا ہوگیا

چاندنی میں جس طرح مدھم ہو جگنو کی چمک
سامنے اُن کے مرا ہر لفظ پھیکا ہوگیا

بھول جاتا ہوں بدن میں پل رہی بیماریاں
نعت کہنے کا ارادہ بھی مسیحا ہوگیا

منہمک کچھ یوں ہوا نعت نبی کی فکر میں
شعر کہتے کہتے ہی مجھ کو سویرا ہوگیا

آتش عشق نبی پر اوس یاورؔ پڑگئی
اس لئے یہ خون پانی سے بھی سستا ہوگیا

☆

جہاں نکل نہیں سکتا ہے گھر نکالتے ہیں
حضور گنبد بے در میں در نکالتے ہیں

شب سیاہ کی تاریکیاں جو ڈسنے لگیں
مرے حضور مرے دل سے ڈر نکالتے ہیں

حصارِ لطف و کرم پھر ہمیں عطا ہو حضور
پناہ گاہوں سے پھر سانپ سر نکالتے ہیں

کسی سے حق نہ ادا نعت مصطفےٰ کا ہوا
ہزار راستے اہل ہنر نکالتے ہیں

سنبھل کے وار کرا ے تیغ جوئے تشنہ لبی
کہ ہم ، اب اسم نبی کی سپر نکالتے ہیں

ہمیں تو لگتا ہے اپنے خزانے دے کے ہمیں
زکوٰۃِ حسن نبی بحرو بر نکالتے ہیں

وہی جلاتے ہیں آنکھوں میں حوصلوں کے چراغ
پرند دل کے وہی بال و پر نکالتے ہیں

برس کے کھلتے ہیں جس وقت نعت کے بادل
عجیب حُسن کا عالم شجر نکالتے ہیں

بدن پہ ملتے ہیں پہلے غبارِ کوئے نبی
قدم جو گھر سے نجوم و قمر نکالتے ہیں

پہاڑ چیر کے بڑھتے ہیں آگے اُن کے غلام
اندھیرا کاٹ کے رنگ سحر نکالتے ہیں

اِن آنسوؤں کو نہ آنسو سمجھ کہ تشنۂ دید
مدینہ جانے کا رختِ سفر نکالتے ہیں

جو واسطہ کوئی دے دے حضور کا یاورؔ
تو دشت، سایۂ دیوار و در نکالتے ہیں

☆

بس اک گھڑی کا میہماں ہے کربِ زندگی مرا
کہ دے رہا ہوں اب صدا دیارِ مصطفیٰ کو میں

☆

☆

سرورِ کونین کی جب خیرخواہی مل گئی
ہم فقیروں کو بھی شانِ کج کلاہی مل گئی

خادمانِ شاہِ دیں کے خادموں کو بھی یہاں
بابری و اکبری و شیر شاہی مل گئی

چلچلاتی دھوپ کے پنجے بڑھے میری طرف
اور پناہِ چادرِ عالم پناہی مل گئی

جب گدائے سرورِکونین کی جانب بڑھی
خود تباہی سے گلے موجِ تباہی مل گئی

ہو گیا وہ شوکت رنگ بلالی کا نقیب
جس کے پیکر کو مقدر سے سیاہی مل گئی

مجھ کو یاؔور رحمۃ للعٰلمیں کے فیض سے
وارثی ہوکر ادائے خانقاہی مل گئی

☆

☆

جاگنا اُن کا ہے، نیند اُن کی ہے، خواب اُن کے ہیں
شاخ در شاخ مہکتے یہ گلاب اُن کے ہیں

تشنگی دیکھتے ہی جن کو لب دم ہو جائے
وہ سبھی سلسلۂ جوئے پُر آب اُن کے ہیں

سب حیابار نگاہیں ہیں اُنہیں سے منسوب
زینت عارض و لب سارے گلاب اُن کے ہیں

عرش ہو ، خلد ہو ، میزان ہو یا کوثر ہو
سب مقامات سر روزِ حساب اُن کے ہیں

جن کی اک جنبشِ ابرو سے بدلتا ہے نظام
سوچ اے سیل زیاں ! خانہ خراب اُن کے ہیں

زرد منظر کو ملے پیرہن سبز اُن سے
بارشیں اُن کی ، شجر اُن کے ، سحاب اُن کے ہیں

ہے لب ذوق سفر پر یہی نغمہ یاؔور
گردباد اُن کے ہیں، دشت اُن کے، سراب اُن کے ہیں

☆

☆

عالم نادیدہ و دیدہ شجر اُن کے لئے ہے
سر خمیدہ ایک اک شاخِ ثمر اُن کے لئے ہے

مدحتِ سرکار میں مصروف ہیں جو لوگ پیہم
ہر نیا پیرایۂ عرضِ ہنر اُن کے لئے ہے

جن کو حاصل ہوگئی پتوار اسمِ مصطفےٰ کی
موجِ طوفاں سے گزرنے کا ہنر اُن کے لئے ہے

میں تو نا اُمید اُن کی چشمِ رحمت سے نہیں ہوں
ٹوٹا پھوٹا جیسا بھی ہے میرا گھر اُن کیلئے ہے

عرش تو اک منزلِ راہِ سفر ہے مصطفیٰ کی
ماورائے عرش بھی اک رہگزر اُن کے لئے ہے

ہوگیا پیراہن خاکِ مدینہ جن کو حاصل
دل بچھائے راہ میں ہر دیدہ ور اُن کیلئے ہے

دل کبوتر بن چکے ہیں جو درِ آقا کے یاؔور
دُرِّ ایمان و یقین معتبر اُن کے لئے ہے

☆

☆

راجا پرجا حاکم نوکر سب ہی ہاتھ پسارے ہیں
خالقِ کُل کے سارے خزانے بٹتے اُن کے دوارے ہیں

اُن کی عنایت اُن کی نوازش سب پر یکساں ہے لیکن
جس کو دیکھو وہ کہتا ہے ، آقا صرف ہمارے ہیں

ایک سے وابستہ ہونا بھی ہم کو روشن کردے گا
اُن کے در کے ہر ذرے سے جاری نور کے دھارے ہیں

فیصلہ کرنا آنکھ کے بس میں ہوتا تو کچھ کہتی آنکھ
دل کہتا ہے منظر تو بس کوئے نبی کے پیارے ہیں

زیست کا سرمایہ ہیں وہ دن ،عہدِ بہاراں ہیں وہ دن
یاد شہِ کونین میں ہم نے جتنے دن بھی گزارے ہیں

سایہ فگن ہوجائیں یہ جس پر سایہ فگن ہو وہ سب پر
کتنے قوت وطاقت والے آقا ہاتھ تمہارے ہیں

گام بہ گام منور اُن کے نقش قدم سے ہیں رستے
یاور جتنے راستے روشن ملتے جائیں تمہارے ہیں

☆

☆

کوئے نبی کے ذرے جو پہنچے اِدھر اُدھر
ماہ و نجوم دشت میں بکھرے اِدھر اُدھر

کیا دے گا کوئی آپ کے در کے فقیر کو
جائے غلام آپ کا کیسے اِدھر اُدھر

آئی جب اُن کے گنبد خضرا کی گفتگو
چھپنے لگے حسین نظارے اِدھر اُدھر

یادِ نبی میں وقت یہ گذرے تو کام آئے
کیا فائدہ یہ وقت جو گذرے اِدھر اُدھر

ہم ڈھونڈتے ہیں اپنے لئے تیرگی کی اوٹ
اور ہم کو ڈھونڈتے ہیں اُجالے اِدھر اُدھر

کعبے کے گرد جیسے عبادت گذار ہوں
آقا ہیں درمیان ستارے اِدھر اُدھر

خوشبو کو اپنی رہبر منزل بنا کہ اب
بھٹکیں نہ تیرے چاہنے والے اِدھر اُدھر

شاید تلاش کرتے ہیں نقش قدم ترے
شاخوں سے ٹوٹ ٹوٹ کے پتّے اِدھر اُدھر

کچھ پھول حمد ونعت کے کچھ رنگ ونور کے
یاورؔ بساطِ فکر پہ بکھرے اِدھر اُدھر

☆

☆

اتنا احسان پئے دیدۂ نم کر دینا
دل کے آنگن میں چلے آنا کرم کر دینا

اک تبسم مرے خوابوں کو عطا کر کے مرا
ختم ہر سلسلۂ رنج و الم کر دینا

احترامِ درِ سرکار کو رکھنا ملحوظ
جس قدر ہو سکے آواز کو کم کر دینا

جب نکلنے لگے دم ، آئے مجھے لینے اَجل
نام لیکر مرے سرکار کا دَم کر دینا

میرے سینے پہ مرے مرنے کے بعد اے لوگو!
سرورِ دیں کا کوئی نام رقم کر دینا

چند آنسو ہیں ندامت کے مرے دامن میں
اِن کو نذرِ درِ سرکارِ اُمم کر دینا

جو بھی یاؔور اُٹھے توہین رسالت کے لئے
ایسے ہر فرد کی گردن کو قلم کر دینا

☆

☆

فکر مری کیا کہتی نعت
عشق نبی نے کہہ لی نعت

صفحۂ دل پر جب اُتری
پورے چاند سی چمکی نعت

شبنم شبنم نعت کی چھوٹ
صبح کا منظر یعنی نعت

لاکھ جتن تو کر ڈالے
پھر بھی رہی ادھوری نعت

میری اور مدینے کی
پاٹ دے دوری تو ہی نعت

عشق نبی سے عاری تھا
ہائے نہ اُس نے سمجھی نعت

سامنے ہوتا اُن کا در
کاش کبھی یوں ہوتی نعت

میری طرف سے لیتا جا
زائر طیبہ میری نعت

اُن کا گھر ہے میرا دل
میرا اثاثہ اُن کی نعت

خوش بو مجھ سے لپٹ گئی
جب بھی میں نے سوچی نعت

جھوم رہی ہے بزمِ سخن
سنکر یاور میری نعت

☆

بھرے ہیں لعل و گہر دامن سوالی میں
کمی نہیں ہے مگر رحمتوں کی ڈالی میں
درِ حضور پہ شاید یہ شام کا سورج
گلاب بھر کے لئے جا رہا ہے تھالی میں

☆

☆

مرے کریم تو بیدار کر دے بخت مرا
پڑا ہے راہ میں تیری دلِ دو لخت مرا

ترے ہی بس میں ہیں سفاکیاں سمندر کی
نحیف میں ہوں بہت، امتحاں ہے سخت مرا

زمانہ ہنس نہ سکے اقتدار پر تیرے
تو جیسا شاہ ہے ویسا ہو تاج و تخت مرا

ترے طریقے کو فطرت بناؤں میں اپنی
کسی بھی حال میں لہجہ نہ ہو کرخت مرا

ہر ایک جنبش لب پر ترا ہی نام آئے
ترا خیال میانِ سفر ہو رخت مرا

ترے کرم کی بہار آفریں ہواؤں سے
ہرا بھرا ہے بہت فکر کا درخت مرا

نبی کے ذکر کی محفل سجاؤں میں یاورؔ
تو ہو محیط فضائے بسیط تخت مرا

☆

☆

قدم نہ روک ابھی اے بہار آگے چل
وہ سامنے ہے نبی کا دیار آگے چل

نبی کے نقش قدم پر نثار کرنے کو
لئے ہوئے نگہہ شرمسار آگے چل

یہیں پہ چھوڑ متاعِ جنون و سرمستی
نظر جھکا کے بصد انکسار آگے چل

دھلی سیاہی جہل و غرور جس کے سبب
رواں دواں ہے وہی آبشار آگے چل

ہے آگے وادیٔ گلہائے خلد کی سرحد
یہ گھر وطن تو ہیں رستے کے خار آگے چل

وہاں پہنچ کے کھلے گا کہ سروری کیا ہے؟
غرورِ تاجوری چھوڑ یار آگے چل

سفر مدینے کا شاہِ سفر ہے اے یاؔور
قدم نہ روک سر رہگذار آگے چل

☆

☆

وہ در تو کرم کا اک سمندر ہے
اس در پہ نثار سیل منظر ہے

عالم ہے مکاں، مکان میں وہ ہیں
ہر گوشۂ لامکاں منور ہے

انوار کی بارشِ مسلسل سے
تابندہ و تابناک منظر ہے

ہیں قافلۂ نفس کے رہبر وہ
کس اوج پہ زیست کا مقدر ہے

مہتاب ہے کیا؟ شمار اس کا کیا؟
خورشید فلک ترا گداگر ہے

وہ معجزۂ جنابِ اسمٰعیل
زم زم ترا، شاخِ حوضِ کوثر ہے

آنکھوں سے رواں دواں ہیں یاؔور اشک
دل محو خیالِ بزمِ سرور ہے

☆

☆

کھلا ہے شاخِ یقیں پر گلِ سرور مرا
بلاوا آئے گا اس شہر سے ضرور مرا

وہ خاکِ طیبہ جو ہے مخزنِ ضیاء و کرم
اتار دے گی ہر اک نشۂ غرور مرا

مسرتوں کے چمن میں کہ دشتِ غم میں رہوں
خیال رکھتے ہیں ہر حال میں حضور مرا

ہنسے گی زیست مرے حال پر حضور مرے
ہوا جو شیشۂ احساس چور چور مرا

رہوں جو گھر میں تو خورشید بن کے ساتھ رہے
جو گھر سے نکلوں تو ہو راہبر وہ نور مرا

جو آفتابِ حرا کی ضیاء سے روشن ہیں
اُنہیں ستاروں سے روشن ہے کانپور مرا

غبارِ کوئے نبی بن کے حاضری دوں میں
سلام پیش کرے نغمۂ طیور مرا

ملے جو خاکِ رہِ مصطفےٰ مرے سر کو
جہاں میں ذکر ہو یاؔور قریب و دور مرا

☆

نبی کے نام کی تاثیر جا نہیں سکتی
ہوائے تیز بھی شمعیں بجھا نہیں سکتی

ردائے لطف خدا و رسول ہے سر پر
کوئی بھی آگ ہو ، ہم کو جلا نہیں سکتی

حصارِ نعت شہ دیں مرا محافظ ہے
کوئی بلا مرے نزدیک آ نہیں سکتی

کرم نوازیِ محبوبِ رب ہے پردہ پوش
مرے گناہ سر عام لا نہیں سکتی

مسافر رہِ سرکارِ دوجہاں ہوں میں
زقند عقل مری گرد پا نہیں سکتی

درِ رسول کے ذروں کو نخوتِ فرعون
ہٹانا دور بہت ہے ہلا نہیں سکتی

کسی بھی حال میں یاؔور امید مت کھونا
ہنسا تو سکتی ہے رحمت رُلا نہیں سکتی

☆

☆

وہ مرے شاہِ دوعالم کی سواری آئی
وہ لئے خوانِ کرم بادِ بہاری آئی

حق ادا کر نہ سکے جامیؔ و حسانؔ و رضاؔ
میں ہوں کیا مجھ کو کہاں نعت نگاری آئی

خوشبوئیں ہونے لگیں شاخِ تمنا پہ نثار
ابر پاروں نے کہا اب تری باری آئی

زلف آقائے دوعالم نے جو کھولی اپنی
نکہت خلد پئے باجگذاری آئی

دیکھ کر چاکِ گریباں پہ منور وہ نام
تابہ صحرائے جنوں رحمت باری آئی

کوئے سرکار تری موجۂ نکہت کے طفیل
خامۂ عشق کو توصیف نگاری آئی

مجھ کو محسوس ہوئی شہر نبی کی خوشبو
دل کے ویرانے میں جب بادِ بہاری آئی

سائباں بن گئی خود چیختے شعلوں کی قطار
جلتے صحراؤں میں جب یادِ تمہاری آئی

چومتے ہی درِ سرکار کی مٹی یاورؔ
دل میں جذبات تو آنکھوں میں خماری آئی

☆

☆

روشن دن ہو یا ہو اندھیری رات بھلی لگتی ہے
اُن کے تعلق سے مجھ کو ہر بات بھلی لگتی ہے

لوگ سروں پر رکھ لیتے ہیں چڑھتے سورج کی دھوپ
اور مجھ کو خاکِ قدمِ سادات بھلی لگتی ہے

آقا آقا کرتے ہیں وہ میں سنتا رہتا ہوں
وقت گذاری اہل جنوں کے سات بھلی لگتی ہے

جس کو چلتے پھرتے دیکھا دیکھنے والوں نے مجھے
وہ تفسیر قرآنی آیات بھلی لگتی ہے

جس کی خاکِ قدم بوبکر و عمر، عثمان و علی ہیں
سارے جہاں میں مجھ کو اُس کی ذات بھلی لگتی ہے

گلشن عشق سرورِ دیں میں عالم سرشاری میں
اوس میں بھیگی شاخِ گلِ جذبات بھلی لگتی ہے

جس کے قطرے قطرے سے مانگے دوزخ کی آگ پناہ
یاؔور ایسے اشکوں کی برسات بھلی لگتی ہے

☆

☆

دل کی دھڑکن سانس کا چلنا اُن کے نام
میرا اپنا جو تھا لکھا اُن کے نام

شام سویرے میں جو کچھ ہے اُن کا ہے
شام ہے اُن کے نام سویرا اُن کے نام

جیسے چاہیں جب بھی چاہیں نذر کروں
میرے خون کا اک اک قطرہ اُن کے نام

ننھی منی رنگ برنگی چڑیوں کا
گلشن گلشن سیر سپاٹا اُن کے نام

ان کے کرم سے میرے چراغوں کا شب وروز
تیز ہوا کی زد پر جلنا اُن کے نام

جاہ و جلالِ خانۂ کعبہ اُن کے لئے
حسن وجمالِ گنبد خضرا اُن کے نام

بادِ صبا کے لمس سے ہونا سینہ چاک
پھولوں کا کھلنا مرجھانا اُن کے نام

اہل زمیں کا تکتے رہنا حیرت سے
شاخِ فلک کا جگ مگ کرنا اُن کے نام

میری زباں کی ہراک حرکت اُن کے لئے
میرے دل کا ہر دروازہ اُن کے نام

سوکھی زبانوں کی سیرابی کا منظر
آبِ کرم کا کھل کے برسنا اُن کے نام

دشت و جبل پر چھائی گہری خاموشی
خاموشی کا شور شرابا اُن کے نام

جب ہو گہری نیند کا غلبہ اے یاؔور
ایسے وقت میں سوکر اُٹھنا اُن کے نام

☆

فیض ہوا یہ حاصل ایک گذارش میں
بھیگ رہا ہوں ان کے کرم کی بارش میں
جب میں حضور داور محشر پہونچوں گا
پیش کروں گا ہدیۂ نعت سفارش میں

☆

☆

جو راہ روکنے دیوارِ سانحات آئی
تو راہ دینے مرے مصطفیٰؐ کی بات آئی

بوقت نزع جو آیا لبوں پہ اُن کا نام
تو میری موت کے لب چومنے حیات آئی

جو سامنا ہوا خورشید نعت سرور سے
پلٹ کے پھر نہ مرے گھر غموں کی رات آئی

متاعِ عشق شہ دو جہاں کی قیمت میں
ہمارے سامنے سج دھج کے کائنات آئی

شب سیاہ میں سورج، مرض مرض میں شفاء
عجیب چیز درِ مصطفیٰؐ سے ہات آئی

سلگ رہی تھی فضا جل رہے تھے سب منظر
ہوائے طیبہ لئے مژدۂ نجات آئی

شجر شجر کو تھا یاؔور درِ نبی سے لگاؤ
کلی کلی لئے بوئے تعلقات آئی

☆

☆

جس میں ہو غفلت ایسا کوئی کام نہیں کرتے
آقا ساری رات کبھی آرام نہیں کرتے

کاسۂ غربت بھر دیتے ہیں دن کے اُجالے میں
آنے والی دولت پر وہ شام نہیں کرتے

آسائش کا ہر گوشہ روشن کرتے ہیں وہ
چاہنے والوں کو وقفِ آلام نہیں کرتے

مانگنے والے ہاتھ تو لینے میں تھک جاتے ہیں
سب کچھ دے دیتے ہیں آقا نام نہیں کرتے

یوں تو بہت رہبر ہیں لیکن میرے نبی کی طرح
سنگِ میل منور گام بہ گام نہیں کرتے

اُن کے چاہنے والے زخم پہ مرہم رکھتے ہیں
جس سے دل پر ٹھیس لگے وہ کام نہیں کرتے

ایک قدم آگے بڑھنا اے یاؔور ان کے بغیر
ایسی جسارت قافلۂ ایام نہیں کرتے

☆

☆

ہر رفتن و سکوت کے پیکر پہ نقش ہے
وہ نام موج موج سمندر پہ نقش ہے

جولانی غبارِ رہِ سرورِ اُمم
ہر ایک گل پہ برگ پہ پتھر پہ نقش ہے

خوف و ہراس ہو کے سراسیمہ چل دیئے
اسم شہ اُمم کا مرے گھر پہ نقش ہے

جو نام قوتِ پرِ جبریل ہے وہی
ہر طائر خیال کے شہپر پہ نقش ہے

ہرِ گوشۂ مدینۂ محبوب کا جمال
یاور تصورات کے دفتر پہ نقش ہے

☆

☆

نظروں میں خاکِ درِ شہِ خیرالبشر کی ہے
کس اوج پر نگاہ مرے بال و پر کی ہے

روشن کسی کے ہاتھ میں شاخ اک شجر کی ہے
تاثیر یہ نگاہِ شہ بحر و بر کی ہے

ہمراہ میزبانِ دو عالم ہے خود تو پھر
کارِ عبث ہی فکر متاعِ سفر کی ہے

شاہانِ ملک و قوم نمک خوار ہیں ترے
شاہی تو میرے شاہ فقط تیرے گھر کی ہے

پہنچا دے اے صبا شہ کونین کو سلام
یہ التجا تمام گدایانِ در کی ہے

جوئے نوازشات سے سیراب کیجئے
کچھ آپ سے چھپی نہیں حالت جو گھر کی ہے

آقا کریں قبول تمنا ہے بس یہی
یاورؔ کسے طلب تری دادِ ہنر کی ہے

☆

☆

خاتم تیرہ شبی ہے رخِ زیبا تیرا
سامنا کر نہیں سکتی شب تیرہ تیرا

ورفعنا لک ذکرک کی سند سے ہے عیاں
ہر زمانے میں رہا اوج پہ چرچا تیرا

اے شمیم گل فرقت نہ کر آہ و زاری
دیکھتے ہیں مرے سرکار بکھرنا تیرا

اُن کی ہی ذاتِ گرامی کے وسیلے سے ہے
اے گل شاخِ دُعا کھلنا مہکنا تیرا

دیکھ لیتیں کبھی اے کاش نگاہیں میری
جاگنا سونا ترا ، بیٹھنا اُٹھنا تیرا

بزمِ کونین ترے نور سے پُرنور ہوئی
منبع نور ہے پرنور سراپا تیرا

تو جو پوچھے کہ طلبگار ہے کس کا یاؔور
ہر طرف سے یہ صدا آئے گی تیرا ، تیرا

☆

☆

میں ہوں شاعر میں ہوں منگتا آقا تیرے کوچے کا
مانگ رہاہوں تیرے در سے صدقہ تیرے کوچے کا

تیرے کوچے کی خوشبو بھی سب کو ملنا مشکل ہے
بات مقدر والوں کی ہے ملنا تیرے کوچے کا

خلقت عالم حاضر ہوکر روز سلامی پیش کرے
سطوتِ شاہی کا مرکز ہے ذرہ تیرے کوچے کا

اسم گرامی تیرا لکھ دے میری جبیں پر کاش کوئی
سینے پہ میرے کوئی بنا دے نقشہ تیرے کوچے کا

جتنا زیادہ لوگ سمیٹیں اتنا بڑھتا جائے گا
کم نہیں ہونے والا ہرگز سونا تیرے کوچے کا

ابر رحمت گھِر آتے ہیں مست ہوائیں چلتی ہیں
جب بھی قصیدہ پڑھتا ہے میرا کوچہ تیرے کوچے کا

سر پر ڈالے شوق کی چادر کھولے ہوئے پرواز کے پَر
پوچھ رہا ہے سب سے یاور رستا تیرے کوچے کا

☆

☆

حروف اُن کے، کلام اُن کا، کنائے اُن کے اشارے اُن کے
مجاز و تشبیہ و استعارہ ہیں در پہ دامن پسارے اُن کے

نہیں ہے کوئی بھی ایسی دوری کہ یہ بھی ہے صورتِ حضوری
خیال اُن کی ہی ذاتِ اقدس کا درمیاں ہے ہمارے اُن کے

گلوں پہ یہ شبنمی ستارے روش روش خوشبوؤں کے دھارے
متاعِ فکر و خیال ہیں سب حسین و دلکش نظارے اُن کے

سیاہِ تیرہ شبی سے کہنا بھٹکنا ممکن نہیں ہمارا
چراغ جتنے ہیں جگنوؤں کے پَروں میں روشن ہیں سارے اُن کے

نوازشات وکرم کے بادل ہر ایک گوشے پہ جم کے برسے
مسافر دشت تشنگی نے جو نام ادب سے پکارے اُن کے

چمک سے جن کی ہر ایک چپہ ہماری دھرتی کا ضوفشاں ہے
انہیں کا عکس جمیل ہیں وہ تمام مہتاب پارے اُن کے

وہ جن کے جود و عطا کے صدقے مہک رہا ہے وجود تیرا
مجھے بھی بادِ صبا سنا دے وہ قول سب پیارے پیارے اُن کے

سمجھ کے کمزور مجھ کو دنیا نے اپنی ٹھوکر پہ رکھ لیا تھا
غرورِ قوت نے پاؤں چومے ہوئے جو حاصل سہارے اُن کے

بھنور کے ظلم و ستم نے مجھ کو گلے گلے تک نگل لیا تھا
کہ دفعتاً خود لپک کے آئے مجھے بچانے کنارے اُن کے

ہر ایک برفاب منظری میں شفق کی سرخی اتار دوں گا
مرے لہو میں رواں ہیں جب تک حرارتیں اور شرارے اُن کے

چلو نہ یاور دیارِ وارث میں چل کے مانگو مراد اپنی
کہ توڑ دیتے ہیں اک نظر سے طلسم غم ماہ پارے اُن کے

☆

غرور و فخر کا نشہ اتار دیتا ہے
نبی کا نام ہر اک زہر مار دیتا ہے
بہت کریم نظارہ ہے سبز گنبد کا
خزاں کی رُت میں بھی موج بہار دیتا ہے

☆

☆

تمام زورِ طلسم شباب ٹوٹ گیا
درِ نبی پہ حسینوں کا خواب ٹوٹ گیا

وضو جو خاکِ دیارِ رسول سے کر کے
نظر اُٹھی ، تو حصارِ حجاب ٹوٹ گیا

جھلک ذرا سی نظر آئی خلقِ آقا کی
غرور شہرتِ عالی جناب ٹوٹ گیا !

اشارہ گنبد خضرا کی سمت کرتے ہوئے
خطا ہوئی تو کف اضطراب ٹوٹ گیا

جو خم ہوئی درِ سرکار کی طرف یاورؔ
غرورِ نشتر شاخِ گلاب ٹوٹ گیا

☆

☆

ہماری طلب ہماری دعا مدینے میں ہے
وہ عرش نشیں حبیب خدا مدینے میں ہے

چلے تو جلوؤ میں اپنے بہار لے کے چلے
ہیں جس پہ فدا ہم ایسی ہوا مدینے میں ہے

جہاں بھی گیا وہاں سے ملا جواب مجھے
جو حشر میں کام دے وہ ردا مدینے میں ہے

زمانے میں جس کی ملتی نہیں مثال کوئی
گہر وہ حسین و بیش بہا مدینے میں ہے

تلاشِ سکون و امن میں در بہ در نہ بھٹک
کہیں جو نہ مل سکا بخدا مدینے میں ہے

کرو نہ یہاں سے یاورؔ اسی طرف کا سفر
سراجِ حرم چراغِ حرا مدینے میں ہے

☆

☆

ہے جان و دل سے عزیز احترام طیبہ کا
وضو کرا اے مرے لب پھر لے نام طیبہ کا

بہت دنوں سے ہے دل تشنہ کام طیبہ کا
عطا ہو اس کو بھی چھوٹا سا جام طیبہ کا

ہمیں نہیں ہیں فقط عاشقوں میں طیبہ کے
قصیدہ پڑھتا ہے بیت الحرام طیبہ کا

نبی کا عشق جو دل میں نہیں تو کچھ بھی نہیں
کسی کے ہاتھ میں ہو انتظام طیبہ کا

وہاں دلوں کو پرکھتے ہیں عشق دیکھتے ہیں
وگرنہ ویسے تو ہے اذنِ عام طیبہ کا

شراب خلد کا نشہ جو چاہیئے تم کو
تو ایک بار پیو جا کے جام طیبہ کا

ہر ایک کو نہیں ہوتی نصیب یہ نعمت
قیامِ خلد بریں ہے ، قیام طیبہ کا

اب اُس کو طابہ و طیبہ کہو مدینہ کہو
کسی زمانے میں یثرب تھا نام طیبہ کا

خدا کرے میں کہا جاؤں خادمِ طیبہ
خدا کرے مجھے مل جائے کام طیبہ کا

اُسی کے صدقے میں عظمت ملی ہے طیبہ کو
اثاثہ ہے درِ خیر الانام طیبہ کا

نبی کے شہر میں رہنے کا فیض تو دیکھو
اک ایک شخص ہے ماہِ تمام طیبہ کا

ہو جس کے دل میں عداوت رسول سے یاورؔ
ہے ایسے شخص پہ پانی حرام طیبہ کا

☆

دیوانے کو آقا کا دیدار اگر ہوتا
سب کچھ وہ لٹا دیتا ہشیار اگر ہوتا
انوار کی بارش کے کچھ چھینٹے پڑے ہوتے
طیبہ کے کسی گھر کی دیوار اگر ہوتا

☆

☆

دے اگر کوئی زر و لعل و جواہر لے کر
سب لٹادوں میں ترے کوچے کا پتھر لے کر

ایک قطرہ ہے بہت تیرے کرم کا آقا
ناپ لے چاہے کوئی سات سمندر لے کر

خاکِ طیبہ کی طلب نے نہیں دیکھا مڑکر
آئی جب بادِ صبا بوئے گل تر لے کر

تاجور لا نہ سکے کچھ بھی بجز لعل و گہر
دولت عشق نبی آیا قلندر لے کر

لگ گئی آنکھ مری پڑھتے ہوئے ان پہ درود
آگئے خواب مرے ، طیبہ کے منظر لے کر

پھول بن جائیں گے افکار کے شعلے یاؔور
دشت ادراک میں چل نعت کی چادر لے کر

☆

☆

تیرے لئے جاتے ہیں صدقے تری راہوں کے
شیدا ہیں ترے آقا ، منگتے تری راہوں کے

اک بار جو لے جاتی تقدیر مدینے میں
دامن میں چھپا لیتا ذرے تری راہوں کے

ہاتھوں کو ملی راحت ، آنکھوں کو ملی ٹھنڈک
نازک ہیں بہت آقا کانٹے تری راہوں کے

سو سال میں مشکل ہے اک رخ کا بیاں ہونا
اوصاف اگر کوئی لکھے تری راہوں کے

قرآن بتاتا ہے عظمت تری راہوں کی
محفوظ دلوں میں ہیں نقشے تری راہوں کے

اک بار نظر آئے ، اک بار جو مل جائے
سو بار ہو دیوانہ صدقے تری راہوں کے

پرواز کے پر پائے پہنچے تری بستی میں
اندازِ کرم یاور دیکھے تری راہوں کے

☆

☆

پھول ہیں راہیں مٹی چندن پتھر مشک و عنبر ہیں
جتنے خزانے خوشبو کے ہیں شہر نبی کے اندر ہیں

ان کی نوازش کے محلوں کی چھان پھٹک کی بہتوں نے
لیکن اب تک کوئی نہ سمجھا کتنے دریچے اور در ہیں

صدر نشیں ہے آقا میرا بزم سجی ہے دنیا کی
کاہکشائیں سب ہیں روشن سارے چاند منور ہیں

میرے نبی کا دست کرم جو کم سمجھے وہ پاگل ہے
سایہ اس کا ہر اک سر پر رحمتیں اس کی گھر گھر ہیں

گھر سے یوں ہی نکل پڑا ہوں رستہ وستہ کیا جانوں
یاد نبی کی راہنمائی عشق نبی کے شہپر ہیں

پیسہ ویسہ سرحد و ورحد بے معنی ہیں ان کے لئے
ہم سے اچھی بادِ صبا ہے ہم سے اچھے کبوتر ہیں

غوث ہے کوئی، کوئی خواجہ، کوئی صفی و وارث ہے
ان کے دیوانوں کے یاور کیسے کیسے مقدر ہیں

☆

☆

اے سرورِ دیں اے شاہ امم للہ کرم للہ کرم
گھیرے ہیں ہزاروں رنج و الم للہ کرم للہ کرم

بے تخت ہوئے بے تاج ہوئے حالات نے ایسا رخ بدلا
منہ آنے لگے پتھر کے صنم للہ کرم للہ کرم

ہے جہل کی آندھی شدت کی تلوار کھنچی ہے ظلمت کی
اے شمع حرا ، اے نور حرم للہ کرم للہ کرم

اِس گھر کو اندھیرے گھیرے ہیں، طوفانِ بلا کے پھیرے ہیں
جلتے ہیں دیئے مدھم مدھم للہ کرم للہ کرم

اے شاہ ھدیٰ اے مہر وفا اے بحر سخا اے ماہ عطا
آئے ہیں بہت ٹوٹے ہوئے ہم للہ کرم للہ کرم

اے شہر نبی کی خاکِ شفاء کونین میں چرچا ہے تیرا
بن جا مرے زخموں کا مرہم للہ کرم للہ کرم

آئی ہے نبی کی یاد مجھے کر فکر جہاں آزاد مجھے
ہاں کھل کے برس اے دیدۂ نم للہ کرم للہ کرم

اک پیاسا تمہارا مرتا ہے رخصت کا سفر اب کرتا ہے
گم نبض ہوئی آنکھوں میں ہے دم للہ کرم للہ کرم

اے بادِ صبا سن میری ذرا رہتے ہیں جہاں محبوبِ خدا
دکھلا دے مجھے وہ کوئے حرم للہ کرم للہ کرم

ہے پیشِ نظر طیبہ کی زمیں یاورؔ کے قلم خم کر لے جبیں
لکھ حمد خدا ، کر نعت رقم للہ کرم للہ کرم

☆

پہونچنا چاہتے ہیں طوفِ روضہ کے لئے لیکن
شکستہ پر ہیں میرے سب کبوتر یا رسول اللہ
خدا کے نام کے بعد آپ کا اسم گرامی ہے
بنائے شوکت محراب و منبر یا رسول اللہ

☆

☆

جو کوئے عشق نبی میں ٹھہر کے دیکھتے ہیں
نئے فراز عروجِ نظر کے دیکھتے ہیں

جب اشک پارے تری چشم تر کے دیکھتے ہیں
مہ و نجوم بہت بن سنور کے دیکھتے ہیں

تجھے زبان ہلانے کی کیا ضرورت ہے
ترے غلام اشارے نظر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے قبر میں تشریف لائینگے آقا
تو جسم و جاں کی حدوں سے گزر کے دیکھتے ہیں

مرے رسول اُنہیں اذنِ سرفرازی دے
جو لوگ خواب تری رہگزر کے دیکھتے ہیں

گھنے درختوں کے سائے ، جمال کا عالم
درِ نبی پہ سر شام اتر کے دیکھتے ہیں

جو عشق سرورِ دیں کی کتاب ہو یاؔور
وہ چہرہ ، آئنے طیبہ نگر کے دیکھتے ہیں

☆

☆

اے میرے شوقِ دید! مرا دل نکال کے
سینے میں رکھ دے شہر مدینہ سنبھال کے

اُس کو خدا نے بخشے ہیں رتبے کمال کے
جس نے لبوں پہ رکھ لئے نغمے بلال کے

بیتابیو ! یہ میرے نبی کا دیار ہے
رکھو قدم سنبھال کے اور دیکھ بھال کے

کاغذ کی ناؤ پر ہے مرے مصطفٰے کا نام
طوفان سے کہو کہ بڑھے دیکھ بھال کے

اُن سے کہو مدینے کے ذرے سمیٹ لیں
موتی نہ لاسکے جو سمندر کھنگال کے

یہ چاند یہ ستارے یہ سورج یہ کہکشاں
ہم کو ملے ہیں صدقے میں اُس بے مثال کے

تحفے ہیں راہِ طیبہ کے اِن کو نہ پھینک یوں
پلکوں پہ رکھ لے پاؤں سے کانٹے نکال کے

جس خانقاہ میں ہو وہاں جاکے دیکھ لو
رتبے ہیں کیا حضور کے ایک ایک بال کے

بوبکر اور عمر ہیں مرے مصطفیٰ کے پاس
مہتاب و آفتاب جمال و جلال کے

عثمان کو غنا کا مقدر بنا دیا
بھیجا علی کو اُس نے شجاعت میں ڈھال کے

پھر امتحاں کا وقت ہے پھر گرم ریت ہے
اللہ ہم کو بخش دے جذبے بلال کے

دامن میں رحمتوں کے جگہ پاؤگے ضرور
قدموں میں بیٹھ جاؤ شہہ دیں کی آل کے

خنجر ستم کا ہم کو بھلا کیا ڈرائے گا
ہم ہیں غلام فاطمہ زہرا کے لال کے

صدقے میں مصطفیٰ کے یہ مجھ پر کرم ہوا
بخشے خدائے پاک نے لقمے حلال کے

یاؔور نبی کی نعت کا حق ہوگا کیا ادا
رکھ دے کوئی ہزار کلیجہ نکال کے

☆

☆

لوگ کہتے ہیں ترے در کا گداگر مجھ کو
اور کیا چاہیئے اے ساقیِ کوثر مجھ کو

سرخروئی کی تمنا ہے مرے دل میں بہت
ڈھونڈلے کاش تری راہ کا پتھر مجھ کو

وہ فضائیں توصدا دیتی ہیں اکثر لیکن
اڑنے دیتے نہیں ٹوٹے ہوئے شہپر مجھ کو

تیرے دیدار کو بیتاب نظر آتے ہیں
ذرہ ذرہ میں ہزاروں مہ و اختر مجھ کو

خرقۂ خاکِ درِ پاک مجھے کر کے عطا
اپنے کوچے کا بنا لینا گداگر مجھ کو

کاٹ سکتے ہیں وہی حرف سیہ بختی کا
لے کے چل ان کی طرف میرے مقدر مجھ کو

سائباں میرا بنے دامن اکرام ترا
اور ترے قدموں کا تکیہ ہو میسر مجھ کو

کیا گُلِ تر کی نزاکت کا بیاں ہو یاورؔ
خار لگتے ہیں مدینے کے، گُلِ تر مجھ کو

☆

چاہنے والوں کے انداز بدل جاتے ہیں
اُن کا در دیکھ کے دیوانے مچل جاتے ہیں

اُن کے دیدار کی دولت نہیں ملتی سب کو
جب لگن ہوتی ہے ارمان نکل جاتے ہیں

جن پہ ہوتا ہے ترے دست کرم کا سایہ
ڈگمگانے سے بہت پہلے سنبھل جاتے ہیں

قرب تیرا تو بڑی چیز ہے ، دل کے پتھر
سنگ در چوم کے آئینے میں ڈھل جاتے ہیں

کیسے کر لیتے ہیں برداشت جدائی کا الم
کس طرح لوگ مدینے سے نکل جاتے ہیں

میں گنہگار ہوں لیکن ہے بھروسہ ان پر
کھوٹے سکے بھی تو بازار میں چل جاتے ہیں

ٹوٹ جاتی ہے ترے ذکر سے وحشت کی فضا
نام آنے سے ترا ، دل بھی بہل جاتے ہیں

جب ترا نام محبت سے لیا جاتا ہے
آندھیاں موڑ لیں رخ ، حادثے ٹل جاتے ہیں

کتنے اچھے ہیں مدینے کی ہوا کے جھونکے
خوشبوئیں لاتے ہیں اور خاک بھی مَل جاتے ہیں

جو مرے پاس ہے ، سب تیرا ہے ، میرا کیا ہے
جانے کیوں لوگ مجھے دیکھ کے جل جاتے ہیں

ہم سفر ہوتا ہے جب عشق شہ دیں یاؔور
خار سب راہ کے پھولوں میں بدل جاتے ہیں

☆

پکڑ کے ہاتھ کہا فیض نعت آقا نے
غموں کے شہر سے امروز تیری ہجرت ہے
پرند فکر ! پروں کو ذرا سمیٹے ہوئے
غلام سرورِ دیں محو استراحت ہے

☆

☆

اثر جس کا مہ و خورشید پر ہے کہکشاں پر ہے
اُجالوں کی وہ بارش مصطفٰے کے آستاں پر ہے

جبیں پر مل رہا ہے خاکِ طیبہ ایک دیوانہ
جہاں اُس کے قدم ہیں وہ زمیں اب آسماں پر ہے

مرے دل میں کبھی شیطان داخل ہو نہیں سکتا
یہ گھر ہے مصطفٰے کا اُن کی رحمت اس مکاں پر ہے

مٹانا چاہے کوئی لاکھ لیکن مٹ نہیں سکتی
کہ سایہ نعت آقا کا مری اردو زباں پر ہے

غزل کو اپنا میداں کہنے والو غور سے دیکھو
پرِ جبریل کا سایہ نبی کے نعت خواں پر ہے

رضا خود چاہتا ہے میرے آقا میرے مولا کی
خدا کی حکمرانی دشت و بحرِ بیکراں پر ہے

مرے آقا نے اِس کی خوئے الفت کو سراہا تھا
مجھے بھی ناز یاورؔ اس لئے ہندوستاں پر ہے

☆

☆

عشق نبی کے رنگ ضیا بار دیکھ کر
جی خوش ہوا ہے اب در و دیوار دیکھ کر

بیمار اونٹنی پہ جب آقا ہوئے سوار
حیراں تھا رخشِ وقت بھی رفتار دیکھ کر

عالم عجب ہے گنبد خضریٰ کی دید کا
پیاس اور بڑھتی جاتی ہے ہر بار دیکھ کر

اک اک شعاعِ مہر نے سجدے کئے ہزار
شہر نبی کے ثابت و سیار دیکھ کر

معیار زندگی سے نہ واقف تھے آئینے
آنکھیں کھلیں رسول کا کردار دیکھ کر

تعلیم مصطفٰے پہ زمانے کو رشک ہے
یارانۂ مہاجر و انصار دیکھ کر

میرا قلم رسول پہ پڑھنے لگا درود
دامانِ دل میں دولت افکار دیکھ کر

سینے سے دل جو نکلا تو آنکھوں میں آ رکا
وہ کیفیت ہوئی در سرکار دیکھ کر

ان کے کرم پہ مجھ کو ہے اس درجہ اعتماد
رکھتا ہوں پاؤں راہ کو دشوار دیکھ کر

اٹھوں تو یا نبی کا وظیفہ لبوں پہ ہو
نیند آئے عکس گنبد سرکار دیکھ کر

بے جان کر گئیں تھیں سفر کی صعوبتیں
جان آگئی مدینے کے آثار دیکھ کر

محشر کی دھوپ بھی گل و گلزار بن گئی
یاؔور کو زیر دامن سرکار دیکھ کر

☆

یہ صدقۂ روئے احمدی ہے
جو اِن چراغوں میں روشنی ہے
پٹک رہا ہے جہاں جنوں سر
گدا اُسی در کی آگہی ہے

☆

☆

عشق نبی کے رنگ ضیا بار دیکھ کر
جی خوش ہوا ہے اب در و دیوار دیکھ کر

بیمار اونٹنی پہ جب آقا ہوئے سوار
حیراں تھا رخشِ وقت بھی رفتار دیکھ کر

عالم عجب ہے گنبد خضریٰ کی دید کا
پیاس اور بڑھتی جاتی ہے ہر بار دیکھ کر

اک اک شعاعِ مہر نے سجدے کیئے ہزار
شہر نبی کے ثابت و سیار دیکھ کر

معیار زندگی سے نہ واقف تھے آئینے
آنکھیں کھلیں رسول کا کردار دیکھ کر

تعلیم مصطفیٰ پہ زمانے کو رشک ہے
یارانۂ مہاجر و انصار دیکھ کر

میرا قلم رسول پہ پڑھنے لگا درود
دامانِ دل میں دولت افکار دیکھ کر

سینے سے دل جو نکلا تو آنکھوں میں آ رکا
وہ کیفیت ہوئی در سرکار دیکھ کر

ان کے کرم پہ مجھ کو ہے اس درجہ اعتماد
رکھتا ہوں پاؤں راہ کو دشوار دیکھ کر

اٹھوں تو یا نبی کا وظیفہ لبوں پہ ہو
نیند آئے عکس گنبد سرکار دیکھ کر

بے جان کر گئیں تھیں سفر کی صعوبتیں
جان آگئی مدینے کے آثار دیکھ کر

محشر کی دھوپ بھی گل و گلزار بن گئی
یاؔور کو زیر دامن سرکار دیکھ کر

☆

یہ صدقۂ روئے احمدی ہے
جو اِن چراغوں میں روشنی ہے
پٹک رہا ہے جہاں جنوں سر
گدا اُسی در کی آگہی ہے

☆

خوشبو میں نہایا ہو مدینے کا تصور
چاہت کا سرِشاخِ نظر پھول کھلا ہو

جذبات جو تھے عشق شہ دیں کے بتادو
اللہ سے تم حالت دل کہدو گواہو !

جانے نہیں دیتی مجھے سرکار کے در تک
اے میری غریبی ترا انجام برا ہو

سرسبز کئے سوکھے شجر موم کئے سنگ
مجھ کو بھی وہی ذائقۂ لمس عطا ہو

خوشبو سے احادیث کے اوراق پہ لکھدے
اے بادِصبا اُن کا اگر قول سنا ہو

اے میرے بدن یوں رہ آقا میں پڑا رہ
جس طرح کوئی سنگ سر راہ پڑا ہو

اے زائر طیبہ ! تجھے اللہ نوازے
یاور کو غبارِ رہِ سرکار عطا ہو

☆

☆

جب چلی تازہ ہوا جب بھی گھٹا چھائی ہے
زلف واللیل کے مالک تری یاد آئی ہے

بوئے گل، تیرے قدم چوم کے جب آئی ہے
جس طرف پہونچی ہے خوشبو کی سند پائی ہے

میں ترے در کے گداؤں کا گدا ہوں آقا
اور ترے واسطے مولائی و آقائی ہے

نشۂ عشق نبی بخش دے وہ سرشاری
لوگ کہنے لگیں ، سودائی ہے ، سودائی ہے

نعت سننے کے لئے گوشِ سماعت پائے
نعت کہنے کے لئے فکر سخن پائی ہے

گوشے گوشے میں ہے روشن تری قندیل جمال
چپے چپے میں تری انجمن آرائی ہے

دل پہ قابو نہ رہا ، اشک بھی تھامے نہ تھمے
جس گھڑی گنبد خضرا کی جھلک پائی ہے

میں تو ہوں دور مگر سنگ در آقا پر
دل مرا شام و سحر وقف جبیں سائی ہے

دشت بے آب میں جب یاد کیا ہے تجھ کو
تو ہوا موسم باراں کی خبر لائی ہے

شہر طیبہ تو ہے اک بستر راحت تیرا
عرش مسند تری ، جنت تری انگنائی ہے

صدقۂ نور عطا کر ، مجھے نورانی کر
نعت یہ مجھ سے ترے نور نے کہلائی ہے

تیری گلیوں میں شب و روز جو گزریں تو کہوں
ایسی قسمت ملی ، یاؔور کی تو بن آئی ہے

☆

للہ مجھے لا دے کوئی خاکِ درِ پاک
بیماری مری خاکِ شفاء ڈھونڈ رہی ہے
پھر مجھ کو ہے فانوس نوازش کی ضرورت
پھر میرے چراغوں کو ہوا ڈھونڈ رہی ہے

☆

☆

جنت پہ نہ حسن حور پر ہے
عاشق کی نظر حضور پر ہے

عکس اس کا ہے آسماں پہ روشن
سورج تو درِ حضور پر ہے

عالم میں مدار روشنی کا
محبوب خدا کے نور پر ہے

آقا کا خیال ہے کنارے
جذبوں کی ندی وفور پر ہے

لبِ ہائے رسول کا ہے اعجاز
یاور جو چمک کھجور پر ہے

☆

☆

لگا لے زور یہ سارا زمانہ غیر ممکن ہے
چراغِ عشق احمد (ﷺ) کو بجھانا غیر ممکن ہے

مدینہ جا رہے ہیں سب میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوں
جو دل پر زخم آیا ہے دکھانا غیر ممکن ہے

حکومت کی رکاوٹ ہے نہ ہے ویزے کی پابندی
مدینے سے ہمارے دل کا آنا غیر ممکن ہے

یہ دنیا چاہے جتنا سج سنور کر سامنے آئے
مگر اُن کے غلاموں کو لبھانا غیر ممکن ہے

نبی کے چاہنے والوں کو دل تحفے میں دے دوں گا
نبی کے دشمنوں سے دل ملانا غیر ممکن ہے

درودوں کے گلابوں سے سجا لے اپنا گھر ورنہ
فرشتوں کا ترے گھر آنا جانا غیر ممکن ہے

مدینے کے گلی کوچوں میں جو آئے نظر یاؔور
کہیں مل جائے وہ منظر سہانا غیر ممکن ہے

☆

☆

لب پہ ہمارے نعت نبی ہے
ساری دنیا جھوم رہی ہے

شاہ اُمم جس کوچے میں ہیں
اپنے لئے فردوس وہی ہے

چاند نہیں ہے میرے گھر میں
عشق نبی کی شمع جلی ہے

راہ وہی ہے جس پہ چلیں وہ
جو وہ کہیں بس بات وہی ہے

خوشبو خوشبو شہر مدینہ
راہ گزر پھولوں سے بھری ہے

آج نبی کے در کی جانب
ساری دنیا دیکھ رہی ہے

یاد نبی کا ہے یہی مسکن
اس لئے دل کی شاخ ہری ہے

نور سے رخ کے روشن راہیں
نقش قدم سے راہبری ہے

شہر نبی ہے اور ہے یاور
خواب کی اب تعبیر ملی ہے

☆

☆

دنیا سے نظارے ہیں دگر شہر میں اُن کے
ہیں نکہت و انوار کے گھر شہر میں اُن کے

بن جاتا ہے ہر قطرہ گہر شہر میں اُن کے
ہاں کھُل کے برس دیدۂ تر شہر میں اُن کے

دل سوچنے لگتا ہے فرشتہ نہ کہیں ہو
جس شخص سے ملتی ہے نظر شہر میں ان کے

قانون سے مجبور ہیں ، رکنا نہیں ممکن
چھوڑ آیئے دل اور نظر شہر میں اُن کے

معراج ہو آنکھوں کی تو دل کا ہو اثاثہ
اک لمحہ جو ہو جائے بسر شہر میں اُن کے

اُس شہر میں نقصان کا امکان نہیں ہے
ملتے ہیں گلے شمس و قمر شہر میں اُن کے

پھرتا ہے لئے گنج گراں اُن کی عطا کا
جاتا ہے تہی دست اگر شہر میں اُن کے

لینے کے لئے عزت و توقیر کے ٹکڑے
پھرتے ہیں فلک خاک بسر شہر میں اُن کے

اظہار نہ ہو جائے کہیں بے ادبی کا
جلتے ہیں تخیل کے بھی پر شہر میں اُن کے

رکتے نہیں آنکھوں سے برستے ہوئے آنسو
عشاق کا اٹھتا نہیں سر شہر میں اُن کے

اے خالق کونین ہمیں ایسا بنا دے
ہو ذہن کہیں دل ہو مگر شہر میں اُن کے

ہے کعبہ میں حج کے شجر نور کا سایہ
ملتا ہے مگر اُس کا ثمر شہر میں اُن کے

مقبول ہر اک حرفِ دُعا ہوتا ہے یاؔور
ہر آہ کو ملتا ہے اثر شہر میں اُن کے

☆

(سفرِ عمرہ کی نوید ملنے پر)

(۱)

مرے نبی نے بلایا ہے اپنے در پہ مجھے
عروج سارے لئے پھر رہے ہیں سر پہ مجھے

گناہگار پہ ایسا کرم بھی ہوتا ہے
خدائے پاک نے بھیجی خبر یہ گھر پہ مجھے

اُنہیں کے قدموں میں بچھتا رہے وجود مرا
اُنہیں کا ساتھ ملے اُن کی رہگزر پہ مجھے

ہو دھوپ تیز تو اُن کے کرم کا سایہ ہو
نہیں یقین کسی سایۂ شجر پہ مجھے

برسنا تو بھی درِ مصطفٰے پہ اے مرے دل !
ابھی بھروسہ نہیں اپنی چشم تر پہ مجھے

مہ و نجوم مری مٹھیوں میں آجائیں
ملے جو رکھنے کو نعلِ رسول سر پہ مجھے

جدھر نگاہ گئی اُن کی روشنی دیکھی
اُنہیں کا نام نظر آیا خشک و تر پہ مجھے

ہواؤ ! شعلۂ عشقِ رسول لے آنا
چراغِ شوق جلانا ہے اپنے گھر پہ مجھے

انہیں کے حسن کا ہے عکس پھول میں یاور
انہیں کا نام نظر آیا ہر شجر پہ مجھے

☆

(۲)

للہ الحمد کہ زنجیر مدینے سے چلی
مجھ کو لینے مری تقدیر مدینے سے چلی

جو مری آنکھ کا تل بن کے رہا ہے برسوں
میرے اس خواب کی تعبیر مدینے سے چلی

جس کے چلنے کی خبر سننے کو بیتاب تھا دل
اب مرے نام وہ تحریر مدینے سے چلی

باندھ لے رخت سفر قافلۂ شب اپنا
میرے گھر کے لئے تنویر مدینے سے چلی

لوگ کہنے لگے مہمانِ مدینہ مجھ کو
دولت عزت و توقیر مدینے سے چلی

وہ ہوا ہوش میں بے ہوش کو لانے والی
بن کے یاؔور مری جاگیر مدینے سے چلی

☆

(۳)

جس طرح حضرت حسان مدینے میں رہے
خاک در بن کے مری جان مدینے میں رہے

اشک آنکھوں میں رہیں عشق سے دل ہولبریز
ساتھ میرے یہی سامان مدینے میں رہے

خدمت دیں کے لئے اپنا وطن چھوڑ دیا
جا کے کونین کے سلطان مدینے میں رہے

سامنے گنبد خضرا کا حسیں منظر ہو
کیوں نہ پھر جینے کا ارمان مدینے میں رہے

حاضری ہو مرے اللہ ! تو ہونٹوں پہ مرے
ذکر سرکار کا ہر آن مدینے میں رہے

زندگی کے وہی دن سب سے سنہرے دن ہیں
جتنے دن بھی کوئی مہمان مدینے میں رہے

پایۂ تخت پہ ہو جس کو بہت اپنے غرور
کاش اک روز وہ سلطان مدینے میں رہے

جس طرح خلد میں تکلیف کا امکان نہیں
زندگی اس قدر آسان مدینے میں رہے

روکے ٹوکے نہ کوئی تربت آقا کے قریب
بے نشانی مری پہچان مدینے میں رہے

وقتِ رخصت مرے آقا مرے داتا کہہ دیں
میرا یاورؔ مرا دربان مدینے میں رہے

☆

کرتی ہے خرد اپنے ہی افلاک پہ پرواز
ادراک کی سرحد سے مدینہ ہے بہت دور

☆

☆

خالی دامن مرے سرکار ہیں میری آنکھیں
طالب دولت دیدار ہیں میری آنکھیں

آپ کا گنبد خضرا نہ اگر دیکھ سکیں
میں یہ سمجھوں گا کہ بیکار ہیں میری آنکھیں

چوم لیتی ہیں محبت سے جہاں دیکھتی ہیں
نام سرکار سے ضوبار ہیں میری آنکھیں

لکھتے جاتے ہیں مرے اشک مرے دامن پر
محو نعت شہ ابرار ہیں میری آنکھیں

تیرا احساں ہو اگر خاکِ مدینہ لا دے
اے ہوا ! مفلس و بیمار ہیں میری آنکھیں

پاٹ دے وقت کی یہ کھائی مرے ربّ کریم
اُس طرف طیبہ ہے اِس پار ہیں میری آنکھیں

ایک ٹھوکر سے انہیں بخش دیں معراجِ کمال
آپ کے قدموں میں سرکار ہیں میری آنکھیں

پڑھ رہی ہیں قدم شاہ امم کے اوراق
حجرۂ خواب میں بیدار ہیں میری آنکھیں

کاش ملتا یہ شرف مجھ کو کہ میں کہہ سکتا
شاہد ہجرت سرکار ہیں میری آنکھیں

جب سے خاکِ درِ سرکار مَلی ہے میں نے
لوگ کہنے لگے شہکار ہیں میری آنکھیں

بخش دے میرے خدا گوہر اشک رحمت
مثل کشکول طلبگار ہیں میری آنکھیں

سرفراز اتنا کرے کوچۂ رحمت کا غبار
کہہ سکوں میں کہ ثمر بار ہیں میری آنکھیں

بوسہ لینا ہے انہیں کوئے نبی کا یاؔور
اس لئے جسم کا سنگار ہیں میری آنکھیں

☆

جب تک کہ لَو حبیب خدا سے لگی نہ تھی
سانسیں تو چل رہی تھیں مگر زندگی نہ تھی
خاک درِ رسول تھی جب تک لگی ہوئی
اس وقت تک لباس میں بوسیدگی نہ تھی

☆

☆

خامۂ عشق مرا خم جو ہوا اُن کے حضور
ایک لمحے کے لئے اٹھ نہ سکا اُن کے حضور

میں گنہگار ہوں اُن کا ، جو گیا ان کے حضور
شرم سے اوڑھ لی اشکوں کی ردا ان کے حضور

اے جنوں میرے جنوں! ہوش میں آ اُن کے حضور
دل کو قدموں میں بچھا سر کو جھکا ان کے حضور

صرف آواز کی پستی نہیں کافی ہوتی
سانس بھی بے ادب آنا ہے برا ان کے حضور

سخت نادان ہے شوخی پہ اتر آتا ہے
رکھ مرے دل پہ نظر خوف خدا ان کے حضور

نہ زباں کھول سکا میں نہ ملے حرف مجھے
بات کہنے کی جو تھی کہہ نہ سکا ان کے حضور

سینہ خالی جو ملا ، فکر ہوئی مجھ کو سوا
میں نے پوچھا، ہے کہاں؟ دل نے کہا، اُن کے حضور

صرف جسموں سے کہاں بات بنا کرتی ہے
فائدہ کیا ہے اگر دل نہ گیا ان کے حضور

ہو گیا کام مرا ختم یہیں پر یاور
رکھ دیا میں نے ہر اک حرف دعا ان کے حضور

☆

☆

دل و نظر میں مدینہ ہے آج بھی روشن
مرا یہ حرفِ تمنا ہے آج بھی روشن

ترے کرم کا صحیفہ ہے آج بھی روشن
مرے خدا یہ ذریعہ ہے آج بھی روشن

اُسی کی ضو سے یہ سارا جہان روشن ہے
وہ آستاں وہ منارا ہے آج بھی روشن

مری نگاہ میں روشن ہیں سب نشیب و فراز
ترا کرم مرے آقا ہے آج بھی روشن

جو کبر قیصر و کسریٰ کو سرنگوں کر دے
ترا وہ نقش کف پا ہے آج بھی روشن

غبارِ کوئے نبی تاجِ سر بنے میرا
یہ آرزو یہ تمنا ہے آج بھی روشن

بہارِ چہرۂ یٰسیں کا فیض جاری ہے
سحابِ گیسوئے طٰہٰ ہے آج بھی روشن

جو اُن کے پاک لبوں سے ادا ہوا تھا کبھی
وہ حرف، ان کی دُعا کا، ہے آج بھی روشن

انہیں کے دامن رحمت کی حکمرانی ہے
مرے نبی کا زمانہ ہے آج بھی روشن

پتہ بھی لات و ہبل کا نہیں رہا باقی
مکانِ گنبد خضریٰ ہے آج بھی روشن

مرے نبی کے پسینے کی برکتوں کے طفیل
گلاب سب سے زیادہ ہے آج بھی روشن

ہوئے تھے نشر جو فاراں کی وادیوں سے کبھی
انہیں حروف سے دنیا ہے آج بھی روشن

دیارِ سرورِ عالم سے لوٹنے والے
تری گلی ترا کوچہ ہے آج بھی روشن

اک ایک آیت قرآنِ پاک میں یاؔور
مدینے والے کا چہرہ ہے آج بھی روشن

☆

☆

کام آنے کا نہیں اور کہیں پر رکھنا
ٹوٹا آئینہ در سرور دیں پر رکھنا

خاک در اُن کی میسر جو کبھی آجائے
اپنے سینے سے لگا لینا جبیں پر رکھنا

میرے سرکار کا مسکن ہے جہاں گھر ہے جہاں
تم کہیں بھی رہو دھیان اپنا وہیں پر رکھنا

انکساری کا یہ انداز انہیں پر ہے بس
عرش مسند ہے، نظر پھر بھی زمیں پر رکھنا

کچھ مقام ایسے بھی آتے ہیں سرِ راہِ عروج
کام آتا نہیں، سدرہ کے مکیں، پر رکھنا

فرض اپنا ہے، خزاؤں سے بچانا یاؔور
فضل اُن کا ہے، ثمر شاخِ یقیں پر رکھنا

☆

☆

خدا یکتا ہے اور محبوبِ یکتا میرے آقا ہیں
نہیں جس کا کوئی آقا وہ آقا میرے آقا ہیں

جمال و حسن یوسف کی تمنا میرے آقا ہیں
امیر کشور عشق زلیخا میرے آقا ہیں

کہیں نورِ مبیں آقا کہیں آقا ہیں مدثر
کہیں مزمل و یٰسین و طٰہٰ میرے آقا ہیں

نظر اٹھے تو ہر تشنہ لبی دم توڑ دیتی ہے
سر صحرا نوازش کا وہ دریا میرے آقا ہیں

جہاں علم و ہنر کے چاند سورج رقص کرتے ہیں
نظر کہتی ہے میری وہ مدینہ میرے آقا ہیں

سحر کیا ہے؟ زمیں پر آپ کا تشریف لے آنا
کیا ہے ختم جس نے ہر اندھیرا میرے آقا ہیں

ادائے مصطفٰے سے ہٹ کے حاصل کچھ نہیں ہوتا
عبادت ہے خدا کی اور قرینا میرے آقا ہیں

ہزیمت ابرہہ کی نصرتِ حق کا نشاں یاؔور
خلیل اللہ کے دل کی تمنا میرے آقا ہیں

☆

عشق کی فصل جو لہرائے تو میں نعت کہوں
دل کی دنیا میں بہار آئے تو میں نعت کہوں

قافلے شوق کے آنکھیں ہیں بچھائے سر راہ
یاد سرکار کی آجائے تو میں نعت کہوں

میرے بس میں ہے کہاں مدحت محبوب خدا
عشق خود راستہ دکھلائے تو میں نعت کہوں

تھرتھراتے تو ہیں لب ، دل بھی تڑپتا ہے مگر
یہ ندی جوش پہ آجائے تو میں نعت کہوں

اپنی رفتار بڑھا بادِ صبا ! بہر خدا
شہر گل سامنے آجائے تو میں نعت کہوں

وہ مرا پیکر خوبی وہ گل شاخِ ازل
رہبری خود مری فرمائے تو میں نعت کہوں

سامنے رکھا ہے قرطاس تمنا یاؔور
سر بہ خم نوک قلم آئے تو میں نعت کہوں

☆

☆

نسبت ہے مجھے حمد خدا نعت نبی سے
جو کچھ مجھے ملتا ہے وہ ملتا ہے اسی سے

ہے خاکِ مدینہ کا مری آنکھ میں سرمہ
حیران زمانہ ہے مری دیدہ وری سے

طیبہ کی طرف رخ جو کیا دل نے ہمارے
باز آ گیا سیلابِ غم آشفتہ سری سے

کرنوں کا جو سہرا ہے رُخِ ماہِ مبیں پر
لے آیا ہے صدقہ میں رسول عربی سے

بخشے جو غم ہجر نبی خون کے آنسو
اچھے ہیں ، بہت اچھے ہیں لعل یمنی سے

حاصل ہو جسے گنج گراں عشق نبی کا
مایوس ہو کیوں دولت دنیا کی کمی سے

تو چوم کے آئی ہے ضرور ان کے دریچے
شرمائے بہت گل تری نازک بدنی سے

پہنچی ہے کہیں عرش معلیٰ سے بھی آگے
جس خاک کو نسبت ہے مدینے کی گلی سے

طیبہ میں پہونچ کر یہ دعا مانگنا یاور
اللہ بچائے ہمیں رخصت کی گھڑی سے

☆

☆

واللیل میں والشّمس کا جلوہ نہیں دیکھا
وہ زلف نہیں دیکھی وہ چہرہ نہیں دیکھا

جب حکم شہ دیں پہ سلامی کو بڑھا تھا
وہ معجزہ وہ پیڑ کا چلنا نہیں دیکھا

پنجاب کرم کہتے ہیں تاریخ میں جس کو
میں نے وہ ابلتا ہوا چشمہ نہیں دیکھا

انگشت شہ دیں نے کیا کیسے اشارہ
کس طرح ہوا چاند دوپارا نہیں دیکھا

وہ لب وہ شفاعت کے حوالے نہیں دیکھے
وہ آنکھیں ، اُن آنکھوں کا برسنا نہیں دیکھا

اصحاب کی جانبازی کے منظر نہیں دیکھے
وہ بدر کے میدان کا نقشہ نہیں دیکھا

آقا کی ثنا کرتے کبوتر نہیں دیکھے
میں نے وہ دلاویز نظارہ نہیں دیکھا

سورج کو جہاں نور کی خیرات ملی ہے
وہ راستے ، وہ در ، وہ دریچہ نہیں دیکھا

تشکیک کا پہلو نہیں اشعار میں آقا
حسرت ہے کہ وہ دور تمہارا نہیں دیکھا

ماں باپ زمانے نے بہت دیکھے ہیں لیکن
آقا سا کوئی چاہنے والا نہیں دیکھا

وہ ہم میں ہیں موجود تو کس طرح میں کہہ دوں
مٹی کے مقدر کو دوبالا نہیں دیکھا

کیا حالت دل راہِ مدینہ میں بتاؤں
کیا تم نے کوئی اڑتا پرندہ نہیں دیکھا

جو اُن کے غلاموں کے مقدر میں لکھے ہیں
دنیا نے کوئی خواب بھی ایسا نہیں دیکھا

سرکار کی تربت تو بہت دور نہیں ہے
دیکھ آؤ اگر عرش معلٰی نہیں دیکھا

ہر سال وہ کرتا ہے مدینے کا نظارہ
ہر بار وہ کہتا ہے مدینہ نہیں دیکھا

کیا اُس کو خبر خلد کسے کہتے ہیں یاورؔ
جس شخص نے وہ نقش کف پا نہیں دیکھا

☆

کیوں میری نظر بامِ ثریا سے ملے گی
پیاسی ہے بہت گنبد خضرا سے ملے گی

ہر ذرے میں خورشید تڑپتے ہیں ہزاروں
تنویر مقدر درِ آقا سے ملے گی

کام آئے مدینے کے سفر میں بھی وگرنہ
راحت نہ ہمیں دولت دنیا سے ملے گی

قدموں سے لپٹ کر جو گئی عرش بریں تک
وہ خاک درِ سید والا سے ملے گی

خوابوں کی یہ سوغات ملی جس کے کرم سے
تعبیر بھی اس انجمن آرا سے ملے گی

خوشبو سے نہائے گی کسی باغ میں یاؔور
پھر بادِ صبا گنبد خضرا سے ملے گی

☆

☆

چھوڑیئے بھی یہ گل و خار مدینے چلئے
دیکھئے بارشِ انوار مدینے چلئے

کر چکے شملہ و کشمیر و مسوری کا سفر
بھول جائیں گے سب، اِس بار مدینے چلئے

خوشبوئیں پھوٹتی ہیں گنبدِ خضرا سے بہت
روشنی دیتے ہیں مینار مدینے چلئے

بات کرتے ہیں وہاں آنکھ سے بہتے آنسو
خامشی بنتی ہے اظہار مدینے چلئے

کون ہے آپ کا اس شہر میں، اس بستی میں
رہ رہے ہیں یہاں بیکار مدینے چلئے

جیسے پھولوں کی ردا، جیسے مہِ نو کا جمال
کیا حسیں ہیں در و دیوار مدینے چلئے

ایسا لگتا ہے کہ فردوس اُتر آئی ہے
ہر گلی کوچہ ہے شہکار مدینے چلئے

ہاتھ مَلنے سے نہ کچھ بعد میں حاصل ہوگا
قافلے ہوگئے تیار مدینے چلئے

ذرّہ ذرّہ ہے اک آغوشِ محبت یاور
گوشہ گوشہ ہے چمن زار مدینے چلئے

☆

☆

ملبوس بدلتی ہے خزاں نام سے ان کے
کھِلتا ہے بہت گلشن جاں نام سے ان کے

روشن ہوا مٹی کا مکاں نام سے ان کے
پایا شرف نام و نشاں نام سے ان کے

طوفان ہے کیا ، حیثیت آبِ فنا کیا ،
رکھ دیجئے بنیاد مکاں نام سے ان کے

سرشار ہر اک تیر کا ہوتا ہے مقدر
توفیق کو ملتی ہے کماں نام سے ان کے

نادیدہ غزالوں کا پتہ دیتی ہے خوشبو
کھُلتا ہے درِ رازِ نہاں نام سے ان کے

کچھ برگ و گل و شاخِ ثمر پر نہیں موقوف
خاروں کو بھی ملتی ہے زباں نام سے ان کے

ایوانِ حقیقت میں حقیقت کے سوا کیا
ہیں دور بہت وہم و گماں نام سے ان کے

تا عمر کسی عطر کی حاجت نہ رہے گی
ہو جائے معطر جو زباں نام سے ان کے

ہر اوج کا سر خم ہوا اس حرف کے آگے
کوئی ابھی واقف ہی کہاں نام سے ان کے

ناپید تھی دریائے تکلم میں روانی
پیدا ہوئیں امواجِ بیاں نام سے ان کے

نظروں میں قضا ناچتی رہتی ہے مسلسل
ہر رات لرزتی ہے میاں نام سے ان کے

مینارِ محبت کی طرف غور سے دیکھو
یکجا ہیں بلال اور اذاں نام سے ان کے

محمود ہیں احمد ہیں محمد (ﷺ) ہیں وہ یاورؔ
قدر اُن کی ہوئی ہم پہ عیاں نام سے ان کے

☆

ہوں میسر جو خرام شہ ذیشاں کے نشاں
دل مرا قابل رشک مہ و اختر ہو جائے
جذبۂ شوق مدینہ کی طرف جائے مگر
جس جگہ گھوم کے دیکھے وہیں پتھر ہو جائے

☆

☆

اپنے غم کہہ کے سب حضور سے ہم
مست ہیں بادۂ سرور سے ہم

ہم پہ احسان ہے تصور کا
دیکھ لیتے ہیں طیبہ دور سے ہم

مل گئی کوچۂ نبی کی خاک
مل رہے ہیں گلے غرور سے ہم

اس یقیں پر ، ضرور سُن لیں گے
دے رہے ہیں صدائیں دور سے ہم

کام آیا بروزِ حشر وہ نام
صاف نکلے صف قصور سے ہم

نعت پڑھنا تو اک وسیلہ تھا
بات کرتے رہے حضور سے ہم

وہ نہیں ہم سے دور اے یاؔور
بھیجتے ہیں سلام دور سے ہم

☆

☆

مدینے کے راستے میں ہر اک تھکن کا پڑاؤ ٹال گیا
ہواؤں کے ساتھ اُڑتا ہوا ہمارا پرِ خیال گیا

خیالِ درِ رسولِ خدا خیال کو یوں اُجال گیا
وہ خطۂ جاں چمکنے لگا جدھر بھی مرا خیال گیا

رسولِ خدا کا در ہے وہ در جہاں پہ نہیں کا کوئی گزر
نہ بات کسی کی ٹالی گئی نہ خالی کوئی سوال گیا

جو دھوپ غموں کی بڑھنے لگی جو گرم ہوائیں چلنے لگیں
تو ٹوٹتے حوصلوں کو مرے خیال ترا سنبھال گیا

جو میں نے سمجھ لیا کہ نہیں ہے ہجر کی شب کا کوئی علاج
تو نعت کا ایک شعر مرے، بدن میں لہو اچھال گیا

دیارِ نبی تھا پیشِ نگاہ، دل میں رکی نہ غیر کی چاہ
جو اپنے پرائے مجھ کو ملے، میں سب کی نظر کو ٹال گیا

مزاج تھا مثلِ سنگ مرا، عجیب تھا پہلے رنگ مرا
جو سیرتِ مصطفےٰ پہ پڑی نگاہ تو اشتعال گیا

نبی کا غلام سیل بلا سے آنکھ ملا رہا تھا مگر
خدا کے کرم کے سائے میں تھا، نہ جان گئی نہ مال گیا

وہ خاک ہوا شرارِ غرور چھو کے گزر گیا تھا جسے
وہ پھول ہوا جو دانۂ دل کو راہ نبی میں ڈال گیا

سکوں سے تہی تھی بزم جہاں، تھی بزم سرور بزم فغاں
ہے میرا نبی حبیب خدا جو رنگ عطا اچھال گیا

نہ جہل نے تیرا ساتھ دیا نہ فخر بچانے آیا تجھے
وہ دیکھ ترا غرور ترے غرور پہ خاک ڈال گیا

زمانے کے تاجروں نے ہمیں امیر زمانہ مان لیا
جو یاور اصول شہ سے ملے زیاں کا ہر احتمال گیا

☆

دشت، کہسار، آب جو، دریا، سمندر دیکھنا
عکس حسن مصطفےٰ منظر بہ منظر دیکھنا
چھوڑ دینا طائر تخئیل کو اُس دور میں
کس طرح رہتے تھے اصحابِ پیمبر دیکھنا

☆

☆

رحمتِ مصطفیٰ کی قسم دیکھنا
میری جانب بھی ابرِ کرم دیکھنا

روضۂ مصطفیٰ خانۂ کبریا
ہو مقدر میں دونوں حرم دیکھنا

اپنی تقدیر لکھی نظر آئے گی
غور سے مصطفیٰ کے قدم دیکھنا

کعبۂ دل پہ اشکوں سے لکھنا وہ نام
کوئی کاغذ نہ کوئی قلم دیکھنا

جن غلاموں کو قربِ نبی تھا نصیب
اُن غلاموں پہ رب کا کرم دیکھنا

جب نوازیں شرف سے وہ دیدار کے
پھر نہ دنیا کو اے چشمِ نم دیکھنا

مجھ پہ بھی ہوگا یاورؔ خدا کا کرم
دور بھاگیں گے رنج و الم دیکھنا

☆

☆

اُسے غنی بنا دیا ، اِسے عمر بنا دیا
نبی نے جس کو چھو لیا ، اُسے گہر بنا دیا

اُن انگلیوں نے زندگی کی روح مجھ میں پھونک دی
نہالِ زرد تھا مجھے ، گھنا شجر بنا دیا

چراغِ نقش پا دیا ، ضیائے اعتبار دی
نوازنے پہ آگئے تو دل کو گھر بنا دیا

ندامتوں کے کچھ گہر جو اُن کے در پہ رکھ دیئے
تو ٹوٹے پھوٹے آئینے کو معتبر بنا دیا

عروجِ خاک کی روش پہ رکھ دیئے قدم تو پھر
مرے نبی نے کہکشاں کو رہگزر بنا دیا

شناوری کے وہ ہنر سکھا دیئے گداؤں کو
سمندروں کو قطرۂ حقیر تر بنا دیا

گماں کی تیغ جب چلی تو یوں بھی کر دیا کرم
یقین و اعتبار کو مری سپر بنا دیا

شب سیہ کے دشت میں بھٹک رہے تھے بے اماں
کتابِ نور دے کے ہم کو باخبر بنا دیا

کمانِ عشق مصطفیٰ کے تیر دل پہ یوں لگے
جو کانپتا تھا خوف سے، اُسے نڈر بنا دیا

میں یاؔور ان کی ٹھوکروں میں آ گیا تو یوں کیا
بہارِ تازہ بخش دی گل سحر بنا دیا

☆

یہ کائنات نوازش وہ کائنات خروش
کہاں نوائے شہ دیں کہاں نوائے سروش
تمام سطوت سیل نگاہ کے ہمراہ
ہر ایک منظر فطرت نبی کا حلقہ بگوش

☆

☆

دانۂ رزق مدینے کا جو لکھا ہوتا
ٹھوکروں میں ہی سہی میں وہاں پہونچا ہوتا

دل مرا کوچۂ سرکار کا ذرہ ہوتا
ہو نہ پایا مگر اے کاش کہ ایسا ہوتا

تاج شاہانہ مرے سر پہ بھی رکھا ہوتا
نقش پا ان کا اگر میں نے بھی پایا ہوتا

قولِ کافؔی سر طیبہ مرا توشہ ہوتا
دھجیاں جیب و گریباں کی اڑاتا ہوتا

زندگی عہد میں تیرے جو مجھے لے آتی
دل کے ٹکڑے تری راہوں میں بچھاتا ہوتا

دیکھتا سرور ذی جاہ کو آتے جاتے
صورت گرد سر راہ جو بیٹھا ہوتا

شناوری کے وہ ہنر سکھا دیئے گداؤں کو
سمندروں کو قطرۂ حقیر تر بنا دیا

گماں کی تیغ جب چلی تو یوں بھی کر دیا کرم
یقین و اعتبار کو مری سپر بنا دیا

شب سیہ کے دشت میں بھٹک رہے تھے بے اماں
کتابِ نور دے کے ہم کو باخبر بنا دیا

کمانِ عشق مصطفےٰ کے تیر دل پہ یوں لگے
جو کانپتا تھا خوف سے ، اُسے نڈر بنا دیا

میں یاؔور ان کی ٹھوکروں میں آ گیا تو یوں کیا
بہارِ تازہ بخش دی گل سحر بنا دیا

☆

یہ کائنات نوازش وہ کائنات خروش
کہاں نوائے شہ دیں کہاں نوائے سروش
تمام سطوت سیل نگاہ کے ہمراہ
ہر ایک منظر فطرت نبی کا حلقہ بگوش

☆

☆

دانۂ رزق مدینے کا جو لکھا ہوتا
ٹھوکروں میں ہی سہی میں وہاں پہونچا ہوتا

دل مرا کوچۂ سرکار کا ذرہ ہوتا
ہو نہ پایا مگر اے کاش کہ ایسا ہوتا

تاج شاہانہ مرے سر پہ بھی رکھا ہوتا
نقش پا ان کا اگر میں نے بھی پایا ہوتا

قولِ کافیؔ سر طیبہ مرا توشہ ہوتا
دھجیاں جیب و گریباں کی اڑاتا ہوتا

زندگی عہد میں تیرے جو مجھے لے آتی
دل کے ٹکڑے تری راہوں میں بچھاتا ہوتا

دیکھتا سرور ذی جاہ کو آتے جاتے
صورت گرد سر راہ جو بیٹھا ہوتا

☆

اپنے قدموں میں بٹھالیں گے رسول عربی
پاس مجھ کو بھی بلالیں گے رسول عربی

آسماں مجھ کو بہت پست نظر آئیں گے
نام میرا جو اچھالیں گے رسول عربی

آفتیں، حادثے، طوفان، ہوا، دھوپ، سراب
جو بلا آئے گی ٹالیں گے رسول عربی

اپنی شفقت مرے میزان عمل پر رکھ کر
نار دوزخ سے بچالیں گے رسول عربی

چل پڑا ہوں رہ الفت پہ بلا خوف و خطر
گر پڑا میں تو سنبھالیں گے رسول عربی

چھین لے گا یہ زمانہ جو مری جائے پناہ
در اقدس پہ بلالیں گے رسول عربی

شہ سواروں کے مقدر میں سعادت یہ کہاں
گرتے پڑتوں کو سنبھالیں گے رسول عربی

قیدیِ گنبد بے در نہ ہراساں ہو بہت
راستہ کوئی نکالیں گے رسول عربی

جب سوا نیزے پہ آ جائے گا سورج تو ہمیں
زلف رحمت میں چھپالیں گے رسول عربی

لے کے چل بادِ صبا مجھ کو مدینے کی طرف
اپنے در سے تو نہ ٹالیں گے رسول عربی

غم کی تاریک فضاؤں سے مجھے بھی یاورؔ
اک نہ اک روز نکالیں گے رسول عربی

☆

آقا کے پسینے کی مہک کیا کہنا
ہر گوشۂ کونین پہ چھائی خوشبو
یادوں کے دریچے جو کئے وا میں نے
لہراتی ہوئی کمرے میں آئی خوشبو

☆

☆

جس کا گھرانہ نوروں والا میرا نبی ہے میرا نبی
جس کا دو عالم میں ہے اجالا میرا نبی ہے میرا نبی

چاند سے دوں تشبیہ جو اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے
جس کے صحابہ چاند کا ہالا میرا نبی ہے میرا نبی

جس کے صدقے میرے خدا نے رزق اتارا دنیا میں
جس کا صدقہ سب کا نوالا میرا نبی ہے میرا نبی

جس کی بیٹی فاطمہ زہرا جس کے نواسے ہیں حسنین
جس نے علی کو گود میں پالا میرا نبی ہے میرا نبی

جس کا تکلم جانِ بہاراں جس کا تبسم جانِ حیات
جس کا پسینہ خوشبو والا میرا نبی ہے میرا نبی

قیصر و کسریٰ کے کنگورے نام سے جس کے خاک پہ آئے
پاؤں میں جس کے آیا شوالا میرا نبی ہے میرا نبی

جس کی چادرِ نور کا سایہ خلد کی راحت کا ہے امیں
جو نہیں رکھتا شال دوشالا میرا نبی ہے میرا نبی

جس کا نہیں ہے کوئی ثانی جس کا نہیں ہے کوئی جواب
جس پہ فدا ہر گورا کالا میرا نبی ہے میرا نبی

کفر کے پتھر جس نے ہٹائے ظلم کی دلدل پاٹی ہے
گرتے ہوؤں کو جس نے سنبھالا میرا نبی ہے میرا نبی

جاگتے سوتے امت امت جس کا وظیفہ جس کا ورد
کون ہے ایسا چاہنے والا ، میرا نبی ہے میرا نبی

جس کے در سے شاہوں نے بھی یاؔور پائی ہے خیرات
جس نے سوالی کوئی نہ ٹالا میرا نبی ہے میرا نبی

☆

مزمل و مدثر و طٰہٰ آیا
جو فخر دو عالم ہے وہ آیا آیا
ہے کون کہ تعظیم کو کعبہ بھی جھکا
آواز یہ آئی مرا پیارا آیا

☆

☆

نعت رسول کہنے کا یوں بھی اثر ہوا
ہر عاشق رسول کا دل میرا گھر ہوا

مہتاب عشق سرور دیں جلوہ گر ہوا
رہتا ہوں جس مکان میں اب میرا گھر ہوا

نعتیں کہیں تو فیض یہ حاصل ہوا مجھے
خم میرے در پہ حرف و معانی کا سر ہوا

کوئے نبی میں اشک کا قطرہ جو گر گیا
حاصل اسے کمال نجوم و قمر ہوا

اسم رسول پاک ہی تلوار بن گیا
اسم رسول پاک ہی میری سپر ہوا

کس کے کرم سے طائر مشرق ہے زرفشاں
اعلان کس کے نام کا وقت سحر ہوا

آقا کے سامنے جو ہوئے خم ادب سے ہم
تو فخر سے بلند ہمارا یہ سر ہوا

پھوٹی جو ان کے رخ سے تبسم کی چاندنی
روشن ہر ایک سلسلۂ بحر و بر ہوا

ٹھہرا وہ خلد زار جہاں رک گئے حضور
ہنسنے لگی بہار جدھر سے گزر ہوا

رقصاں ہے زیر آب نگارِ مہ و نجوم
روشن یہ کس کا نام کف آب پر ہوا

وابستگی سرور دیں کام آ گئی
پتھر در رسول کا آئینہ گر ہوا

یاورؔ ہے سایۂ پر جبریل اور میں
حاصل مجھے عروج یہ بے بال و پر ہوا

☆

جب بھی دریچہ یاد شہ دیں کا وا ہوا
کمرے میں بے چراغ بہت روشنی ہوئی
لب پر کھلا گلاب جو اسم رسول کا
رحمت نبی کی آئی مجھے ڈھونڈتی ہوئی

☆

☆

بڑا کریم ہے وہ مجھ سے کٹ نہیں سکتا
یقین کا یہ ورق اب الٹ نہیں سکتا

زمین پاؤں سے نکلے کہ آسماں ٹوٹے
دل اپنا اب در آقا سے ہٹ نہیں سکتا

مرے رسول کے دامان لطف و رحمت میں
بہت عظیم اثاثہ ہے گھٹ نہیں سکتا

مجھے بکھیر دیا ہے ہوائے طیبہ نے
میں اپنی ذات کے اندر سمٹ نہیں سکتا

لکھا ہے اسم شہ دیں بہ آب و تاب اس پر
مری حیات کا تختہ پلٹ نہیں سکتا

خیال کوچۂ سرکار میں ہے محو ابھی
مرا یہ ذہن دو خانوں میں بٹ نہیں سکتا

مجھے یقین ہے انکی نگاہ رحمت پر
مری بساط کوئی بھی پلٹ نہیں سکتا

خدا نے بخشا ہے مداح مصطفیٰ کا خطاب
ترے گھٹانے سے قد میرا گھٹ نہیں سکتا

ہمیں ہے جان سے بڑھکر عزیز اے یاؔور
ہمارے ہاتھ سے قرآن چھٹ نہیں سکتا

☆

پتھر کے خداؤں کا بھرم ٹوٹ گیا
کون آیا کہ پندارِ صنم ٹوٹ گیا
اسلام کا سیلاب نہ روکے سے رکا
کفار کی تحریک کا دم ٹوٹ گیا

☆

☆

بڑا کریم ہے وہ مجھ سے کٹ نہیں سکتا
یقین کا یہ ورق اب الٹ نہیں سکتا

زمین پاؤں سے نکلے کہ آسماں ٹوٹے
دل اپنا اب درِ آقا سے ہٹ نہیں سکتا

مرے رسول کے دامان لطف و رحمت میں
بہت عظیم اثاثہ ہے گھٹ نہیں سکتا

مجھے بکھیر دیا ہے ہوائے طیبہ نے
میں اپنی ذات کے اندر سمٹ نہیں سکتا

لکھا ہے اسم شہ دیں بہ آب و تاب اس پر
مری حیات کا تختہ پلٹ نہیں سکتا

خیال کوچۂ سرکار میں ہے محو ابھی
مرا یہ ذہن دو خانوں میں بٹ نہیں سکتا

مجھے یقین ہے انکی نگاہ رحمت پر
مری بساط کوئی بھی پلٹ نہیں سکتا

خدا نے بخشا ہے مداح مصطفیٰ کا خطاب
ترے گھٹانے سے قد میرا گھٹ نہیں سکتا

ہمیں ہے جان سے بڑھکر عزیز اے یاؔور
ہمارے ہاتھ سے قرآن چھٹ نہیں سکتا

☆

پتھر کے خداؤں کا بھرم ٹوٹ گیا
کون آیا کہ پندارِ صنم ٹوٹ گیا
اسلام کا سیلاب نہ روکے سے رکا
کفار کی تحریک کا دم ٹوٹ گیا

☆

☆

بڑا کریم ہے وہ مجھ سے کٹ نہیں سکتا
یقین کا یہ ورق اب الٹ نہیں سکتا

زمین پاؤں سے نکلے کہ آسماں ٹوٹے
دل اپنا اب در آقا سے ہٹ نہیں سکتا

مرے رسول کے دامان لطف و رحمت میں
بہت عظیم اثاثہ ہے گھٹ نہیں سکتا

مجھے بکھیر دیا ہے ہوائے طیبہ نے
میں اپنی ذات کے اندر سمٹ نہیں سکتا

لکھا ہے اسم شہ دیں بہ آب و تاب اس پر
مری حیات کا تختہ پلٹ نہیں سکتا

خیال کوچۂ سرکار میں ہے محو ابھی
مرا یہ ذہن دو خانوں میں بٹ نہیں سکتا

مجھے یقین ہے انکی نگاہ رحمت پر
مری بساط کوئی بھی پلٹ نہیں سکتا

خدا نے بخشا ہے مداح مصطفیٰ کا خطاب
ترے گھٹانے سے قد میرا گھٹ نہیں سکتا

ہمیں ہے جان سے بڑھکر عزیز اے یاورؔ
ہمارے ہاتھ سے قرآن چھٹ نہیں سکتا

☆

پتھر کے خداؤں کا بھرم ٹوٹ گیا
کون آیا کہ پندارِ صنم ٹوٹ گیا
اسلام کا سیلاب نہ روکے سے رکا
کفار کی تحریک کا دم ٹوٹ گیا

☆

☆

نعت کے جب شعر آتے ہیں ہمارے ذہن میں
آئینوں سے جھلملاتے ہیں ہمارے ذہن میں

گنبد خضرا کے سائے میں پلا کرتے ہیں جو
وہ پرندے گنگناتے ہیں ہمارے ذہن میں

نعت کی آغوش رحمت کی بہاریں دیکھ کر
استعارے چہچہاتے ہیں ہمارے ذہن میں

جب شب تاریک کے صحراؤں میں کہتے ہیں نعت
چاند تارے جگمگاتے ہیں ہمارے ذہن میں

آنکھ میں جب شرم عصیاں سے نمی آجاتی ہے
خلد منظر آتے جاتے ہیں ہمارے ذہن میں

راہ میں پلکیں بچھا اے با ادب دیوانگی
شاہ دیں تشریف لاتے ہیں ہمارے ذہن میں

آتے جاتے یاد طیبہ کے منور قافلے
رحمتوں کے گیت گاتے ہیں ہمارے ذہن میں

ذہن میں جب ہو نسیم صبح طیبہ کا خرام
پھول یاور مسکراتے ہیں ہمارے ذہن میں

☆

☆

بہت حسین بڑا لاجواب لگتا ہے
مدینہ دیکھنے والا گلاب لگتا ہے

غبارِ کوئے نبی جس پہ مہرباں ہوجائے
اُس آدمی کا بدن ماہتاب لگتا ہے

کرم نبی کا ہے کتنا حساب کون کرے
گدائے در کا کرم بے حساب لگتا ہے

زبانِ سرورِ کونین سے نکلتا ہوا
ہر ایک حرف کرم کا نصاب لگتا ہے

شبِ سیاہ میں روشن چراغ اُن کا نام
غموں کی دھوپ میں آب وسحاب لگتا ہے

نبی کا ایک تبسم مجھے خدا کی قسم
جہانِ ظلم و ستم کا جواب لگتا ہے

شکستگی میں بھی اک آب وتاب ہے یاؔور
نبی کا خرقہ نشیں کامیاب لگتا ہے

☆

☆

سب وتد مہر بہ لب سارے سبب ہیں خاموش
پیش گفتارِ نبی اہل ادب ہیں خاموش

ان کے دربار میں حاضر ہوں میں مجرم کی طرح
میرا دل بول رہا ہے مرے لب ہیں خاموش

تذکرہ ان کے گھرانے کی نجابت کا ہے
آدمیت کے سبھی نام و نسب ہیں خاموش

میرے آقا کی زباں پر ہے کلام ربی
جن کو دعوائے زباں ہے وہ عرب ہیں خاموش

نغمہ زن رحمت سرکار مدینے میں ہے
رب کے سب سلسلۂ قہر وغضب ہیں خاموش

سایہ افگن ہوئی مظلوم پہ شفقت اُن کی
شوق تھا جن کو بہت ظلم کا اب ہیں خاموش

ہے ہتھیلی پہ مری خاک مدینہ یاورؔ
ماہ و انجم کے لب تابش و تب ہیں خاموش

☆

☆

نبی کے عشق نے بخشی وہ زندگی مجھ کو
سلام کرنے چلی آئی موت بھی مجھ کو

مرے نبی جو ترا حکم ہو ، اشارہ ہو
ہر ایک حال میں منظور ہے وہی مجھ کو

میں جاگتے میں جو آنکھوں کو بند کرتا ہوں
دکھائی دیتی ہے اکثر تری گلی مجھ کو

زمین تخت حکومت ہے ، خاک تاجِ شہی
قیام تیری گلی کا ہے خسروی مجھ کو

چراغ ساتھ نہیں رکھتا میں سفر میں کبھی
نبی کے نام سے ملتی ہے روشنی مجھ کو

بڑے خلوص سے رکھوں گا اپنے سینے میں
ہوائے شہر مدینہ اگر ملی مجھ کو

ہٹادے گنبد خضرا حجاب رستوں کے
کھٹک رہی ہے تری دید کی کمی مجھ کو

سبب ہے حضرتِ حسان تک رسائی کا
عزیز اس لئے یاور ہے شاعری مجھ کو

☆

دل میں بسی ہوئی ہے مدینے کی آرزو
جاگی ہے مجھ میں اس لئے جینے کی آرزو

کنکر جسے نصیب ہو کوئے رسول کا
وہ کس لئے کرے گا نگینے کی آرزو

ہم کو گلاب بیلا چمیلی نہ چاہیئے
ہم کو ہے مصطفٰے کے پسینے کی آرزو

ہونے لگا جو ذکر نبی کے دیار کا
آنکھوں میں آگئی مرے سینے کی آرزو

طوفان خود مدینے کے ساحل پہ لے گیا
لکھی تھی بادباں پہ سفینے کی آرزو

مجھ کو یقیں ہے ساقی کوثر مرے حضور
پوری کریں گے حشر میں پینے کی آرزو

جس میں مرے رسول کی مدحت کے لعل ہوں
رکھتا ہوں میں بھی ایسے دفینے کی آرزو

طیبہ سے لے کے آؤں گا کانٹے ببول کے
دامانِ چاک چاک ہے سینے کی آرزو

اس سے بلند اور نہیں ہے کوئی مقام
بے فائدہ ہے طیبہ میں زینے کی آرزو

خاکِ درِ رسول کا دوشالا چاہیئے
کی آج میرے دل نے قرینے کی آرزو

دامن کرم کے چاند ستاروں سے بھر گیا
ان کے کرم کی جب بھی کسی نے کی آرزو

یاؔور ہر اک مہینے کے دل میں مچلتی ہے
میلادِ مصطفےٰ کے مہینے کی آرزو

☆

نبی کے عشق کو اپنا کفیل کر لینا
نجات کے لئے پیدا دلیل کر لینا
تمہارے حق میں سر حشر فیصلہ ہوگا
رسول پاک کو اپنا وکیل کر لینا

☆

☆

حبیب ربِّ علا کا ہے بس وہی اک نام
مکانِ دل کا اُجالا ہے بس وہی اک نام

ہر ایک غم کا مداوا ہے بس وہی اک نام
ہر ایک شب کا سویرا ہے بس وہی اک نام

خیال شعر و سخن کی طرف گیا جب بھی
قلم کی نوک پہ اُبھرا ہے بس وہی اک نام

جمال و حسن میں ہے حرفِ اول و آخر
کمال و وصف میں یکتا ہے بس وہی اک نام

خدا کے نام کے ہمراہ روزِ اول سے
جبین عرش پہ لکھا ہے بس وہی اک نام

اُس ایک نام کی تفصیل ہے کتاب خدا
کتاب حق کا خلاصہ ہے بس وہی اک نام

اُسی کے ورد سے کرتی ہے وجد موجِ بہار
گل و ثمر میں مہکتا ہے بس وہی اک نام

خیال جس کا خزانے لٹائے خوشبو کے
مری زباں کا اثاثہ ہے بس وہی اک نام

اُسی کا ذائقہ یاؔور مری زبان میں ہے
لبوں نے شوق سے چوما ہے بس وہی اک نام

☆

شہر نبی کو دیکھ کے رو میں ہے رخش شوق
"نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں"
ہے میرا نام وارث دیوہ کے فیض سے
فہرست خادمانِ شہ بوتراب میں

☆

☆

اللہ کا محبوب تو اللہ کا بندہ ہے تو
اس کے سوا کونین میں ہر ایک کا آقا ہے تو

جو اولیں کی صف میں ہیں ان کے لئے کیسا ہے تو
ہم جیسے لوگوں کے لئے جب اس قدر اچھا ہے تو

فطرت بدل دیتا ہے تو صورت بدل دیتا ہے تو
پتھر جگر کے واسطے ایسے قدم رکھتا ہے تو

تو رحمۃ للعالمیں تو ہے شفیع المذنبیں
تجھ سا کہیں کوئی نہیں یٰسیں ہے تو طٰہٰ ہے تو

یادوں نے تیری جب یہاں ہر سو چراغاں کر دیا
اُس شہر کی کیا بات ہے جس شہر میں رہتا ہے تو

ہوش و خرد سے کام لے، اُٹھ اور ان کا نام لے
یاورؔ ! بتا، کس فکر میں، کس سوچ میں بیٹھا ہے تو

☆

☆

راحت دل بھی راحت جاں بھی کہتے ہیں
سرورِ دیں کو جانِ جہاں بھی کہتے ہیں

اُن کا تبسم حرف کو دیتا ہے مفہوم
میں ہی نہیں یہ اہل زباں بھی کہتے ہیں

میں ہوں ان کے در کا بھکاری، میرا کیا
اُن کو آقا تاجوراں بھی کہتے ہیں

شافع محشر صاحب کوثر اُن کی ذات
اہل یقیں بھی اہل گماں بھی کہتے ہیں

زلف نبی ہے ابر نوازش ، ابر عطا
اور اُسے فردوسِ اماں بھی کہتے ہیں

نعت کا کوئی شعر کہیں تو میں جانوں
لوگ جو اس کو زورِ بیاں بھی کہتے ہیں

دشت سفر میں گھنا شجر ہے ان کی یاد
اہل جلوس نوحہ گراں بھی کہتے ہیں

ان کا غم ہے پھول سا نازک اے یاورؔ
غم کو یوں تو کوہ گراں بھی کہتے ہیں

☆

ہم کو گداگری کا مقدر دیا گیا
آقا کو رحمتوں کا سمندر دیا گیا

قدموں سے مصطفٰے کے بنانا تھا آئینہ
بس اس لئے زمین کو پتھر دیا گیا

دل وہ ملا جو کوئے نبی میں پڑا رہے
خم ہو جو رب کے سامنے وہ سر دیا گیا

کوئی نہ کہہ سکے، ہوئے قوت سے کامیاب
بے تیغ و تیر کا انہیں لشکر دیا گیا

وہ ذرے آفتاب کو دیتے ہیں روشنی
آقا کے نقش پا میں جنہیں گھر دیا گیا

دل جیتنے کے واسطے سرکار کو مرے
ایثار اور خلوص کا پیکر دیا گیا

اِس سر کو دے کے تاجِ غلامی حضور کا
مجھ کو بھی تاجدارِ جہاں کر دیا گیا

صرف اُن گلوں کا کھلنا ہوا معتبر جنہیں
نذرِ درِ رسولِ خدا کر دیا گیا

اُمت کو سوکھے ہونٹوں کی سوغات دی گئی
آقا کو تاجِ ساقیِ کوثر دیا گیا

یاؔور ہمارے دامن خالی کے واسطے
آقائے دوجہاں کا ہمیں در دیا گیا

☆

بیتاب ہے جذبۂ حضوری
دِل پر ہے گراں بہت یہ دوری
یاور کا دل بنا مدینہ
اے شانِ کریمی و غفوری

☆

☆

خوشبو کے قافلے تو مدینے کو چل پڑے
لیکن یہ کیا کہ پھول کے آنسو نکل پڑے

بادِ صبا تو آئی ہے اُن کے دیار سے
دے وہ خبر، خوشی سے مرا دل اچھل پڑے

ہم محو تھے قیام و سلام و درود میں
یہ کیا ہوا کہ یار کی تیوری پہ بل پڑے

سانسیں تو لے رہے ہو مگر یہ رہے خیال
ایسا نہ ہو کہ یادِ نبی میں خلل پڑے

میں زندگی کی بھیک مدینے میں مانگ لوں
پھر اس کے بعد مجھ پہ نگاہِ اجل پڑے

صدیاں بھی کم ہیں گنبد خضرا کی دید کو
لیکن ہمارے حصے میں دو چار پل پڑے

تاثیر اُن کے نام کی کچھ یوں ہے جس طرح
بے آب دشت میں کوئی چشمہ اُبل پڑے

یاؔور خدا کرے کہ گنوائے نہ ایک پل
نکلے بدن سے جان، مدینے کو چل پڑے

☆

لوگ آتے گئے ، راہ کھلتی گئی ، آگے بڑھتا رہا ، قافلہ نعت کا
نعت محبوب سے پیار ہے اس قدر خود خدا بن گیا رہنما نعت کا

وہ نہ رکھتے اگر سر پہ دست کرم سخت دشوار تھا مرحلہ نعت کا
ان کی تائید سے ہے مرے ہاتھ میں جگمگاتا ہوا آئینہ نعت کا

مصطفیٰ کی ثنا ختم اسی پر ہوئی ، ختم اسی پر ہے تعریف نعت نبی
بعد رب العلیٰ ذات محبوب رب ، بعد حمد خدا مرتبہ نعت کا

بوند بھر روشنی کو ترستے رہے سورجوں کی طرف لوگ تکتے رہے
کوئے ادراک میں طاق انفاس پر میں نے روشن کیا اک دیا نعت کا

جس قدر ہو سکے دیکھتے جایئے جس قدر ہو سکے سوچتے جایئے
بزم کونین ہو جس کی وسعت میں گم اس قدر ہے بڑا دائرہ نعت کا

ساحل فکر پر دیکھ کر روشنی جوئے حرف و نوا موجزن ہوگئی
جستجو کے دیئے جب بھی روشن کئے گوہر بے بہا مل گیا نعت کا

دل سے آنے لگی یہ صدا ہر گھڑی تشنہ آنکھیں مری کہہ رہی ہیں یہی
جلد پہونچا مجھے ان کی دہلیز تک اے خدا اے خدا دے صلہ نعت کا

اس سے کم میں نہ آئے گا دل کو سکوں اس سے کم میں نہ راضی ہو میرا جنوں
اے سخن کے خدا کر دے مجھ کو عطا رنگ سب سے جدا اور نیا نعت کا

آتش شوق سے خوب دہکائے تن اپنی خوشبو سے مہکائے میرا بدن
دل کو مسکن کرے ذہن کو گھر کرے مجھ کو منظور ہے فیصلہ نعت کا

پرچم آمد مصطفیٰ کھل گیا طائروں میں پڑا شور صل علیٰ
رقص کرتی ہے گلشن میں بادِ صبا شاخ در شاخ ہے غلغلہ نعت کا

نعمتیں خلد کی دور رکھو ابھی اے فرشتو نہ یاؔور کو چھیڑو ابھی
نام سرکار سے تر ہے اس کی زباں اس کے ہونٹوں پہ ہے ذائقہ نعت کا

☆

جب نعت شہنشاہِ اُمم ہونے لگے گی
تسکین ہی تسکین رقم ہونے لگے گی
آنے تو دو عشق شہ کونین کو نزدیک
تڑپے گا یہ دل آنکھ بھی نم ہونے لگے گی
بھڑکائیں گی طیبہ کی تر و تازہ ہوائیں
آگ اُن کی محبت کی جو کم ہونے لگے گی

☆

''محمد'' صلی اللہ علیہ وسلم

لوح محفوظ جو دیکھے وہ نظر دیتا ہے
شعلۂ جذبِ دروں دیدۂ تر دیتا ہے
دشت بے سایہ میں آسائش در دیتا ہے
غم و آلام کی راتوں کو سحر دیتا ہے
وقت آجائے تو شمشیر و سپر دیتا ہے
شہد لہجے کو دعاؤں کو اثر دیتا ہے
فلک عزت و توقیر پہ گھر دیتا ہے
لشکر حق کو یہی فتح و ظفر دیتا ہے
یہی سوکھی ہوئی شاخوں کو ثمر دیتا ہے
سنگ سفاک کو بھی آئینہ کر دیتا ہے
حرفِ بے مایہ کو مفہوم سے بھر دیتا ہے
اس کے صدقے میں خدا علم و ہنر دیتا ہے
اپنا دیوانہ کچھ اس طرح سے کر دیتا ہے
جو بھی آتا ہے وہ نذرانۂ سر دیتا ہے

لَو ذرا اسم محمد سے لگا کر دیکھو
اسم اعظم ہے اسے ورد بنا کر دیکھو

یہی دیتا ہے زمانے کو محبت کا پیام
قاب قوسین کی منزل پہ کیا اس نے قیام
اس سے منسوب ہیں بوبکر و عمر سے خوش کام

اس کے ہو جاؤ تو مل جائے گی تسکین دوام
رحمتیں اس کی ہی کونین میں ہیں گام بہ گام
اس سے وابستہ ہیں عثمان و علی جیسے نام
اس کے دربار کے رومی و غزالی ہیں غلام
اس کی تصدیق کو اللہ نے بھیجے کئی نام
نسل اسی کی ہے جسے کہتے ہیں ساداتِ کرام
اسی بنیاد پہ استادہ ہے قصر اسلام
اس کے صدقے میں شب و روز کا جاری ہے نظام
اس نے بخشی ہے ہمیں عظمت سعی و احرام
اس کی تعلیم کو کہتے ہیں نظامِ اسلام
کوئی بھی وقت ہو موقع ہو کوئی بھی ہنگام

لو ذرا اسم محمد سے لگا کر دیکھو
اسم اعظم ہے اسے ورد بنا کر دیکھو

یہ ہے وہ صبح کہ جس کی نہیں ہوتی کبھی شام
دلِ عشاق میں رہتا ہے یہی عرش مقام
ہے یہی نورِ مبیں ، شمع بزرگانِ کرام
اس کے منصب کو ہر اک منصب اعلیٰ کا سلام
حرف اقبال کے ہیں اور خدا کا ہے پیام
ختم کرتا ہوں اسی بیت معظم پہ کلام

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(صلی اللہ علیہ وسلم)

حیرت سے اہل دیر و حرم دیکھتے رہے
سرکار دوجہاں کے کرم دیکھتے رہے

نذر نگاہ احمد مختار ہوگئے
بت خانے جس قدر بھی تھے مسمار ہوگئے
بے جان پتھروں کے صنم دیکھتے رہے

پہونچے جہاں نہ فکر و خیال بشر، گئے
آقا مقام سدرہ سے ہوکر گزر گئے
جبریل انکے نقش قدم دیکھتے رہے

ابر بہار گنبد نیلی کی چھاؤں سے
ماہ و نجوم شام گزیدہ فضاؤں سے
حسن و جمال شاہ امم دیکھتے رہے

دشمن بھی فیضیاب ہوئے بارگاہ سے
اپنے تصورات سے اپنی نگاہ سے
سرکار دوجہاں کا کرم دیکھتے رہے

آسائش حیات کی راہیں دکھا گئے
گزرے جدھر جدھر سے بہاریں لٹا گئے
حیرت سے لوگ انکے قدم دیکھتے رہے

کوچہ بہ کوچہ قریہ بہ قریہ ہر ایک سُو
کرتے ہیں زائرین مدینہ یہ گفتگو
باران نور طیبہ میں ہم دیکھتے رہے

صحرائے آرزو میں ہر اک تشنہ کام پر
یاؔور گداگران رسول انام پر
ہم شاخ التفات کو خم دیکھتے رہے

تضمین بر نعت پاک

استاد محترم حضرت علامہ حق بنارسی علیہ الرحمہ

☆

مہر کے بس میں نہیں سامنا اُن کا کرنا
کیسے ممکن ہو تجلی کا احاطہ کرنا
خاک کردے گا جلا کر تجھے ایسا کرنا
"کوئی آسان نہیں ان کا نظارا کرنا
دیدۂ شوق سمجھ بوجھ کے دعویٰ کرنا"

یہ شرف بخش دیا اُن کی مروت نے مجھے
کی عطا جائے اماں گیسوئے عظمت نے مجھے
خود ہی وا ہو کے بلایا درِ جنت نے مجھے
"اپنی آغوش میں خود لے لیا رحمت نے مجھے
آگیا کام مرا اُن پہ بھروسہ کرنا"

درِ مطلوبِ زمانہ کی زیارت کی ہے
مسکن نازشِ طیبہ کی زیارت کی ہے
کعبۂ خانۂ کعبہ کی زیارت کی ہے
"میں نے پھر گنبد خضرا کی زیارت کی ہے
اب ترا کام ہے اِس خواب کو سچا کرنا"

فیصلہ یہ ہے زمانے کا ہمارا ہی نہیں
ایسی راہوں سے خیالوں کو گذارا ہی نہیں
ظلم کو ظلم کی تلوار سے مارا ہی نہیں
"آپ کی لطف نگاہی کو گوارا ہی نہیں
قلب دشمن کے بھی آئینے کو میلا کرنا"

خالقِ کُل کی رضا بھی یہی چاہت بھی یہی
میرے اسلاف کی مجھ کو ہے وصیت بھی یہی
اُس درِ پاک کے عشاق کی سنت بھی یہی
''میری عادت بھی یہی میری عبادت بھی یہی
مستقل ان کی عنایات کا چرچا کرنا''

اُن سے ہی عزت و حرمت ہے خدایا میری
اُن کی ہی ذات سے منسوب ہے عقبیٰ میری
اُن سے ہی روشن و تابندہ ہے دنیا میری
''اُن سے وابستہ ہے ایک ایک تمنا میری
اب مرے بس میں نہیں ترکِ تمنا کرنا''

میں نہیں کہتا فقط ، کہتی ہے ساری دنیا
اُن کا کردار ہر اک رخ سے ملا آئینہ
ماسوا اس کے کوئی واقعہ دیکھا نہ سنا
''میرے سرکار نے جو کچھ بھی کہا ہے ، وہ کیا
ایک ہی بات ہے سرکار کا کہنا ، کرنا''

وہ ہی وہ ہونگے سر بزمِ قیامت اے حق
منبعِ لطف ہیں اُن کے لب قدرت اے حق
اپنے یاؔور کی کریں گے وہ شفاعت اے حق
''اُن کے ہوتے ہوئے کیا فکر قیامت اے حق
میں نہیں جانتا اندیشۂ فردا کرنا''

☆

تضمین بر نعت پاک

حضرت مولانا قاری محمد قاسم حبیبی برکاتی

☆

سریرِ مملکت و جاہ و فخر و شوکت کیا
نگاہ خیرہ کرے گی متاعِ عظمت کیا
جھکا سکے گی مرا سر کوئی بھی دولت کیا
"میں جانتا ہوں کہ ہے خاکِ کوئے رحمت کیا
مری نظر میں دُرِ بے بہا کی قیمت کیا"

میسر آئی یقیناً متاعِ خوش دیدہ
شب سیاہ کا چہرا ہے ماہِ بالیدہ
وقار روئے حزیں ہے تبسم چیدہ
"گہر گہر ہے فضائے مکانِ بوسیدہ
پلٹ کے آئے ہیں اُس در سے اہل حاجت کیا"

کہاں تو اور کہاں شہر تاجدارِ کرم
ہر ایک شخص کو ملتی نہیں بہارِ کرم
ابھی نصیب میں تیرے ہے انتظارِ کرم
"ہے دسترس سے بہت دور آبشارِ کرم
کھلے گا شاخِ نظر پر گل مروت کیا"

ہمارے پاس نہ پھٹکے گا مفلسی کا غم
ہر ایک لمحہ ہے ہم پر نگاہِ شاہِ اُمم
سگانِ کوچۂ محبوبِ کردگار ہیں ہم
"درِ رسول سے ملتا ہے استخوانِ کرم
سگانِ کوچۂ ذلت سے ہم کو نسبت کیا"

نہ میں کلاہِ غرورِ تپاں کا عاشق ہوں
نہ سائبانِ امیر زماں کا عاشق ہوں
نہ آفتاب و مہ و کہکشاں کا عاشق ہوں
''میں زلف وروئے شہ دوجہاں کاعاشق ہوں
مری نظر میں کوئی سیل رنگ و نکہت کیا''

جہانِ عیش و مسرت ہے محو آہ و فغاں
چیخ رہی ہے زمین امین رودِ رواں
گرفت دودِ زیاں میں ہے قصر شعلۂ جاں
''لہو لہو ہے جبین نیاز مند جہاں
ہے بے نیازِ درِ آستانِ رحمت کیا''

گلوں سے خار ہیں سرگوشیوں میں محو کلام
سرود و رقص کی محفل سجی ہے گام بہ گام
روش روش ہے چھڑا نغمۂ درود و سلام
''فضائیں جھوم رہی ہیں صبا ہے مست خرام
رواں ہوا ہے کوئی آبشارِ مدحت کیا''

وہ شہر نعت نگاری کا ہو گیا حاکم
خود اُس کو راستہ دینے لگی صف ظالم
ہوا وہ باعث تکریم یاور و منعم
''گیا جو شہر معاصی کو چھوڑ کر قاسمؔ
گناہ پھر بھی کرے وہ تواُس کی ہجرت کیا''

☆

تضمین بر نعت پاک
حضرت مولانا محمد میکائیل ضیائی صاحب

☆

دلوں کے حال سے واقف ہے کبریا میرا
عبث ہے اور کسی سے بھی مانگنا میرا
جو خود گدا ہو کرے گا وہ کیا بھلا میرا
"نہ میں کسی کا کوئی اور نہ دوسرا میرا
فقط حبیب خدا سے ہے واسطہ میرا"

نہ ہم نفس کوئی میرا نہ ہمنوا میرا
کوئی سوالِ کرم حل نہ ہو سکا میرا
نہیں ہے اور کوئی ہمدرد و آشنا میرا
"سوا نبی کے سنے کون مدعا میرا
وہی تو دونوں جہاں میں ہے آسرا میرا"

مجھے نہ چھیڑ ہوں میں تشنہ کام آقا کا
طواف کرتا ہے دل صبح و شام آقا کا
مری زباں کا اثاثہ ہے نام آقا کا
"میں پُر خطا ہوں مگر ہوں غلام آقا کا
مری نجات کا ضامن ہے مصطفٰے میرا"

وہ ذات جس سے منور ہے عشق کا مسلک
نثار جس پہ ہیں اہل زمین و اہل فلک
وہ شخصیت جو ہے محبوبِ کبریا بیشک
"جہاں پہ خم ہے دلِ جن و انس و حور و ملک
وہی رسولِ دو عالم ہے مقتدا میرا"

انہیں کی ذات ہے تخلیق دہر کی بنیاد
ہر ایک غم سے انہیں کا کرم کرے آزاد
انہیں کی یاد سے رہتا ہے ہر گھڑی دل شاد
''تصورات کی دنیا انہیں سے ہے آباد
انہیں سے قلب منور ہے باخدا میرا''

حریف عقل و خرد سن مرا جواب ہے یوں
نہ چڑھ سکے گا مری ذات پر ترا افسوں
خدا کے سامنے جانا نہیں بہ حالِ زبوں
''نبی کا نام سنوں اور نہ میں درود پڑھوں
یہ کیوں گوارا کرے جذبۂ وفا میرا''

چراغِ دہلی کی حاصل مجھے قیادت ہے
دیارِ خواجہ مرا مرکز عقیدت ہے
حسن کا سر پہ مرے سائبانِ رحمت ہے
''میں قادری ہوں بزرگوں سے مجھ کو نسبت ہے
رسولِ پاک سے ملتا ہے سلسلہ میرا''

کرم نواز ہو پیہم تصورِ نبوی
بہ جوئے نور بڑھے میرا ذوقِ تشنہ لبی
خدا گواہ یہی چاہتا ہے یاور بھی
''ضیائی جب بھی زیارت کو جاؤں طیبہ کی
خدا کرے کوئی روکے نہ راستہ میرا''

☆

مدینہ دیکھوں

وہ در و بام وہ آنگن وہ دریچا دیکھوں
کاش اک روز میں آقا کا مدینہ دیکھوں

کرلوں محفوظ اِن آنکھوں میں ہواؤں کا خرام
ابر رحمت سے بہاروں کا برسنا دیکھوں

دیکھ کر استن حنانہ کی آہ و زاری
منبر سرور کونین کا جلوہ دیکھوں

دیکھوں کرنوں کا سفر گنبد خضرا کی طرف
پھر کھجوروں سے پرے چاند چمکتا دیکھوں

آئینے ہوتے ہیں کیسے درِ روشن پہ نثار
بابِ جبریل سے منظر یہ سہانا دیکھوں

آنکھ ہو بند تو پہنچوں سر میدانِ جزا
سر میزان شفاعت کا نظارا دیکھوں

لوٹ کر آؤں تو اک پل نہ ملے چین مجھے
جس طرف اٹھے نظر گنبد خضرا دیکھوں

پھر وہی اُن کے مدینے کا سفر ہو یاؔور
پھر وہی در وہی آنگن وہ دریچا دیکھوں

☆

زائرمدینہ
(حجاج کرام کی روانگی پر)

اے زائرِ دیارِ حرم عاشقِ رسول
آخر تمہارے دل کی دعا ہو گئی قبول

اک فرد تم ہو قافلۂ عز و جاہ کے
دروازے کھل رہے ہیں تمہاری نگاہ کے

گھر سے نکل رہے ہو بصد عزم و حوصلہ
جذبہ جو دل میں ہے اسے پورا کرے خدا

تم پر حریمِ ناز کا ہر در کھلا رہے
اور مہربان صورتِ بادِ صبا رہے

میزاب رحمتوں سے نوازے کچھ اس قدر
احساسِ تشنگی نہ رہے تم کو عمر بھر

ہر لطف مہرباں ہو حرم کے طواف کا
اور حاصلِ حیات ہو چھونا غلاف کا

راس آئے یوں قیامِ منیٰ کی گھڑی گھڑی
ہر سانس میں کھلے نئی ایمان کی کلی

سعیِ صفا و مروہ تمہیں سازگار ہو
زمزم کا پینا باعثِ عز و وقار ہو

تم پر رمیِ جمار کی ساعت ہو لازوال
تا عمر تم سے بھاگیں شیاطین اور اُن کی آل

پھر رخصتی ہو جانب شہر رسول پاک
کرتی ہے جس کی دید رفو آرزو کے چاک

جب سامنے دیارِ رسول انام آئے
بیساختہ لبوں پہ درود و سلام آئے

ہو جائے آنکھ شرمِ ندامت سے سرنگوں
جاری ہو چشمۂ دلِ پُرخوں سے آبِ خوں

جس کی طلب تھی سامنے وہ بارگاہ ہے
حاصل دل و نگاہ کی ہے خیرخواہ ہے

آئے ادب سے سانس بھی آہستگی کے ساتھ
باقی جنونِ شوق رہے آگہی کے ساتھ

دیکھو نگاہِ شوق سے جنت کی کیاریاں
اور جنت بقیع کو جاؤ کشاں کشاں

پیہم بہاؤ اشک پڑھو فاتحہ بھی خوب
رکھو بلند ہاتھ برائے دعا بھی خوب

رخصت کا وقت آئے تو مڑ مڑ کے دیکھنا
یارا رہے نہ ضبط کا تو کہنا برملا

پھر سے دکھایئے گا یہ کوئے عطا مجھے
پھر سے بلایئے گا حبیب خدا مجھے

☆

استقبال حجاج کرام

اوجِ تقدیر نے یوں تم کو سرافراز کیا
جس بلندی نے تمہیں دیکھا بہت ناز کیا

میرے اللہ نے دی حج کی سعادت تم کو
دیکھنے کو ملا دربارِ رسالت تم کو

یوں تو جاتے ہیں سبھی جن کو بلاتا ہے خدا
کامرانی ہے انہیں کی جو ہیں پابند وفا

عشق کی آگ میں جو لوگ جلا کرتے ہیں
جام عرفاں کا وہی لوگ پیا کرتے ہیں

عشق نے تم کو دکھایا ہے حطیم کعبہ
عشق نے تم کو گھمایا سر عرفات و منیٰ

آبِ زمزم بھی پیا خوب نمازیں بھی پڑھیں
خوب عمرے بھی کئے خوب مرادیں مانگیں

بارشِ نور کے نظاروں سے محظوظ ہوئے
ذرے ذرے میں چھپے تاروں سے محظوظ ہوئے

وہ عبادت گہہ محبوبِ خدا دیکھ آئے
یعنی سرکار کا وہ غارِ حرا دیکھ آئے

گنبد سبز کو آنکھوں سے اُتارا دل میں
کر لیا نقش مدینے کا نظارا دل میں

وہ چمکتے ہوئے دن رات مبارک ہوں تمہیں
وہ مہکتے ہوئے لمحات مبارک ہوں تمہیں

کاش یاؔور کی دعا بابِ اجابت چومے
ہر مسلماں درِ دربارِ رسالت چومے

(برگ ثنا سے)

☆

کوئی محراب نہ دیوار نہ در جانتے ہیں
ہم تو بس سید ابرار کا گھر جانتے ہیں

جھونپڑی بھی ملے طیبہ میں تو جنت سمجھیں
یوں تو ہم شیش محل کو بھی کھنڈر جانتے ہیں

بد دعا کے لئے ہاتھ اپنے اٹھاتے ہی نہیں
کیونکہ وہ اپنی دعاؤں کا اثر جانتے ہیں

اسلئے ٹھوکروں میں انکی پڑے رہتے ہیں
کہ غلامان نبی اس کا اثر جانتے ہیں

جالیاں چوم کے کرتے ہیں سفر کا آغاز
عظمت شاہ رسل شمس و قمر جانتے ہیں

جب محبانِ نبی کرتے ہیں طیبہ کا سفر
راہ کی گرد کو بھی رخت سفر جانتے ہیں

جن کی تقدیر میں ہے سایۂ دیوارِ رسول
وہ کڑی دھوپ میں جینے کا ہنر جانتے ہیں

یاور آقائے دو عالم کی نوازش کے طفیل
دشت ظلمات کو ہم راہگزر جانتے ہیں

☆

☆

جو شہ دیں کی محبت کے اجالے رکھے
کیسے ممکن ہے اندھیرے بھی وہ پالے رکھے

بانٹ دی دولت کونین غلاموں میں مگر
اس نے اپنے لئے مٹی کے پیالے رکھے

سرد و گرم اس کی غلامی کی سند چاہتے ہیں
کیا ضروری ہے کہ وہ شال دوشالے رکھے

فرش تا عرش حکومت ہے اسی کی لیکن
تاج شاہانہ ہی رکھے نہ رسالے رکھے

پیٹ پر باندھ کے پتھر سبق صبر دیا
اور منگتوں کے لئے اس نے نوالے رکھے

خلد بردوش فضاؤں میں پہونچنا ہو نصیب
کس طرح دل مرا اس شوق کو ٹالے رکھے

کر وہ صورت مرے مولا کہ مرا شیشۂ دل
داغِ عشق شہ کونین سنبھالے رکھے

مرہم دید کی امید میں ہم نے یاؔور
جس قدر زخم ملے سینے میں پالے رکھے

☆

گنبد خضرا کے سائے میں قصر شہر معانی ہے
اور وہاں کا بچہ بچہ صد رشک خاقانی ہے

خالی دامن بھرتے رہنا خاص الخاص نشانی ہے
میرے نبی کے شہر کرم کا ذرہ ذرہ دانی ہے

بزم نجوم و کاہکشاں ہے روئے قمر سے نورانی
دودِ چراغ غار حرا سے روئے قمر نورانی ہے

طوفِ درِ سرکار کا آنکھوں دیکھا منظر مجھ کو بتا
بادِ صبا تو نے تو برسوں خاک وہاں کی چھانی ہے

اپنی عبادت اور ریاضت پر تھا تجھ کو ناز بہت
یہ تو بتا اے دشمن آقا اب کیوں پانی پانی ہے

نور کی بارش داد کی یورش اور ثواب عبادت کا
محفل شاہ کون و مکاں میں کتنی فیض رسانی ہے

آؤ عبادت کرلیں ہم تم حکم نبی پر کرلیں عمل
خون میں گرمی کتنے دن کی کتنے روز جوانی ہے

گنبد خضرا کی ہریالی فیضِ رساں ہے سب کے لئے
حد نظر تک دیکھو یاؔور منظر منظر دھانی ہے

☆

گوشے گوشے میں اجالے ان کے
دونوں عالم ہیں حوالے ان کے

آج بھی عرش کی صورت ہیں بلند
فرش پر چاہنے والے ان کے

علم و عرفاں کے دریچے ہیں کھلے
درِ ظلمت پہ ہیں تالے ان کے

اپنے آقا کو اگر چاند کہوں
پھر تو اصحاب ہیں ہالے ان کے

کوئی دیکھے تو علی کی قسمت
شیر اللہ کے پالے ان کے

ذرۂ خاکِ قدم اے یاؔور
اپنی پلکوں سے اٹھالے ان کے

☆

☆

یہ مہر و فلک یہ مہ و اختر بھی انہیں کے
یہ کوہ و بیاباں یہ سمندر بھی انہیں کے

دنیائے سخن ان کی سخنور بھی انہیں کے
الفاظ و معانی کے ہیں دفتر بھی انہیں کے

ایوانِ جہالت کے لئے برق سی شمشیر
اور کفر کے آسیب کو خنجر بھی انہیں کے

مہر و مہ و انجم میں بھی ہے عکس انہیں کا
ہر سمت اجالے گئے منظر بھی انہیں کے

یہ طاقت پرواز بھی صدقہ ہے انہیں کا
اور طائر تخئیل کو شہپر بھی انہیں کے

مٹی کو نمو ابر کو پانی بھی انہیں کا
اور تہ میں سمندر کی ہیں گوہر بھی انہیں کے

غنچوں میں ہے خوشبو بھی لطافت بھی انہیں کی
اور شاخ کے دامن میں گلِ تر بھی انہیں کے

موجوں کی روانی میں ترنم بھی انہیں کا
اور بحرِ شجاعت کے شناور بھی انہیں کے

ہے ان کے چراغوں سے منور رہِ اسلام
ہیں نصب ہر اک میل پہ پتھر بھی انہیں کے

ہیں عرش کے سائے میں غلامانِ محمد
ہیں چاہنے والے لبِ کوثر بھی انہیں کے

یاؔور جو ہیں دنیا میں غلامانِ محمد
چھیڑیں گے ترانے سرِ محشر بھی انہیں کے

(ﷺ)

☆

میرے سینے پہ بنے نقشِ کفِ پا تیرا
تو میں سمجھوں مرا سینہ ہے مدینہ تیرا
تیری مرضی پہ ہے جو نقش ابھارے مجھ میں
تیرا پتھر ہے، ترا ہاتھ ہے، تیشہ تیرا

☆

☆

کیسی مشکل کیا آسانی نعت کہو
پتھر ہوں گے پانی پانی نعت کہو

اہل قلم کو ہو حیرانی نعت کہو
بات تو جب ہے تم حسانی نعت کہو

ذہن ودل کو ان کے قدموں میں رکھ کر
جب ہو طبیعت میں جولانی نعت کہو

فکر رسا کو ڈال دو ان کی راہوں میں
اور در پر رکھ پیشانی نعت کہو

ملک ووطن کی، ذات وزباں کی قید نہیں
ہندی ہو یا ہو جاپانی نعت کہو

تیرہ فضائی ان کا تصور مانگے ہے
خود ہوگی انوار فشانی نعت کہو

مہکے دو عالم ذکر نبی کے پھولوں سے
منظر منظر رُت ہے سہانی نعت کہو

مجھ کو یقیں ہے اے یاورؔ مل جائے گی
آقا کے در کی دربانی نعت کہو

☆

آسمانِ حسن کے شمس بھی قمر بھی وہ
روحِ خشک و تر بھی وہ جانِ بحر و بر بھی وہ

مظہر وجود بھی شاہد و شہود بھی
مژدۂ نجات بھی منبع خبر بھی وہ

نذر شاہ دو جہاں سب مناظر جہاں
مقصد نظر بھی وہ حاصل نظر بھی وہ

رفعت اُن کی دیکھئے عظمت اُن کی دیکھئے
جا کے میہماں ہوئے بام عرش پر بھی وہ

عشق کا شعور بھی حسن کا غرور بھی
بابِ عشق بھی وہی عشق کی ڈگر بھی وہ

اہل کارواں کے ہیں ہر قدم پہ ساتھ ساتھ
رہنمائے راہ بھی حاصل سفر بھی وہ

ہر غریب سے قریں، چارہ سازِ بیکساں
بوریا نشیں بھی وہ اور تاج ور بھی وہ

ہم سفر نبی کے تھے جبرئیل محترم
سدرہ پر ہی رہ گئے رکھ کے بال و پر بھی وہ

یاؔور ان کا وصف ہم کس طرح بیاں کریں
احسن البشر بھی وہ فخر بوالبشر بھی وہ

☆

☆

یوں ہی خدمت کرتے رہنا کار دوامی لکھ دینا
میری کتاب زیست میں ان کے در کی غلامی لکھ دینا

شہر شہ دیں کے کارندو ! اتنا کرنا میرا کام
مہمانوں کی صف سے ہٹا کر مجھ کو مقامی لکھ دینا

لحہ لحہ نعت نبی کی خوشبو سے معمور رہے
میرے قلم کے نام بھی مولا جذبۂ جامی لکھ دینا

گہری گھنی تاریکی کا کچھ خوف ہو دامن گیر تو تم
اپنے دروازے پر ان کا اسم گرامی لکھ دینا

یاد نہ آنے کا ان کی گر پوچھے تم سے کوئی سبب
عشق میں اس کے اب تک باقی ہے کچھ خامی لکھ دینا

جب بھی میری قسمت جاگے اور مدینہ جاؤں میں
باد کوچۂ سرور دیں کی تیز خرامی لکھ دینا

اشک ندامت رول رہا ہے پیہم خاک حسرت پر
آپ کا نوکر آپ کا چاکر یاور نامی لکھ دینا

☆

☆

ردائے سرور دیں کی پناہ میں آیا
بہار خلد بریں کی پناہ میں آیا

نقوش دائرۂ حرفِ حق ہوئے روشن
مدینہ جب مہ دیں کی پناہ میں آیا

قدم جو سرور دیں کے زمین پر آئے
فلک نشیب زمیں کی پناہ میں آیا

ضیائے فرق نبوت کی بھیک لینے کو
نشانِ سجدہ جبیں کی پناہ میں آیا

کہی جو نعت حبیب خدا ، خدا کی قسم
میں جبرئیل امیں کی پناہ میں آیا

رخِ رسول کے صدقے ہمارا ذہن رسا
تصوراتِ حسیں کی پناہ میں آیا

شگفتہ ہو گیا اعمال زار جب یاورؔ
سحاب سرورِ دیں کی پناہ میں آیا

☆

☆

فلک پہ چمک رہے ہیں نجوم و شمس و قمر اُنہیں کے لئے
فصیل شب سیاہ سے ہے نمودِ سحر اُنہیں کے لئے

چرند و پرند صل علیٰ کا روح فزا ترانہ پڑھیں
لٹائے صبا چمن بہ چمن خوشی کے گہر اُنہیں کے لئے

ورائے شعور و فہم بشر ہے قدرتِ حق کا سارا نظام
شجر میں ثمر انہیں کے لئے ثمر میں شجر اُنہیں کے لئے

ہوا نے سنا سوال مرا تو عالم کیف میں یہ کہا
کیا ہے قیام اُنہیں کے لئے کیا ہے سفر اُنہیں کے لئے

انہیں کے عظیم کا نام ذکر وردِ زبانِ خلق خیال
پروئے ہوئے ہیں ایک کڑی میں شام و سحر اُنہیں کیلئے

تجھے ہے نجات کی جو طلب تو ان کا وسیلہ مانگ کے دیکھ
دیا ہے خدائے پاک نے ہر دعا میں اثر اُنہیں کے لئے

تمام عقیدتوں کے عوض بس ایک ہی آرزو ہے مری
رہے تو یہ سر انہیں کے لئے کٹے تو یہ سر اُنہیں کے لئے

درود و سلام و نعت نبی کے پھول کھلیں تو بات بھی ہے
نثار ہوئی ہے ساحل فن پہ موج ہنر اُنہیں کے لئے

میں یاؔور انہیں کے در کا غلام کیوں نہ کہوں یہ گام بہ گام
یہ جسم یہ جاں انہیں کے لئے یہ دل یہ جگر انہیں کے لئے

☆

کچھ متفرقات

☆

ہم غریبوں کی دعاؤں میں اثر آجائے
سامنے گنبد خضرا جو نظر آجائے
جب میں طیبہ سے چلوں گھر کی طرف رب قدیر
پھر مرے سامنے سرکار کا در آجائے

☆

دیوار آئینہ ہے ہر اک در ہے آئینہ
یاور دیار شافع محشر ہے آئینہ
اصحاب آئینوں کو جلا دیں تو کیا عجب
لمس قدم سے آپ کے پتھر ہے آئینہ

☆

سفر برگِ ثنا اُن کے لئے ہے جاری
راستے ان کے ہیں منزل کے سراغ ان کے ہیں

☆

سر پر ہے تاج کوئے نبی کے غبار کا
ملتا نہیں مزاج نسیم بہار کا
سورج ابھر رہا ہے مقدر کے بام پر
دامن سمٹ رہا ہے شب انتظار کا

☆

البند ویلفیئر سوسائٹی کانپور

کی جانب سے منعقدہ آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ ۲۰۰۹ء میں
جناب یاور وارثی کو اعزازیہ پیش کیا گیا
اور اس موقع پر جو سپاس نامہ پیش کیا گیا تھا اس کا اقتباس حاضر ہے ...... محمد قاسم حبیبی برکاتی

شاعر محترم حضرت یاور وارثی! شاعری ایک عطیۂ خداوندی ہے پھر رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ثناگری کرم بالائے کرم ہے اور یہ وصف خاص آپ کو اپنے والد گرامی حضرت افسر ناروی مرحوم سے ورثہ میں حاصل ہوا ہے۔ جس طرح آپ نے جہان غزل کو اپنی دسترس میں رکھا ہے اسی طرح اردو کے نعتیہ ادب کو نئی سمتوں اور جہتوں سے آشنا کر کے اس پر بھی اپنی بالادستی قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدحت سرائی ایسا پاک و پاکیزہ عمل ہے جو ایک مومن کے لئے دونوں جہانوں میں عزت افزائی و سرخ روئی کی ضمانت ہے۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن زبیر، حضرت علامہ بوصیری، حضرت عبدالرحمٰن جامی، حضرت جلال الدین رومی، حضرت امیر خسرو اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی جیسے مداحان نبی و عاشقان رسول کے نقوش قدم پر قدم رکھنے والا یقیناً بروز محشر انہیں مقبولان بارگاہ خدا اور رسول کے پیچھے جگہ پائے گا۔

شاعر جدید حضرت یاور وارثی! آپ نے نعت گوئی کے حوالے سے کانپور ہی نہیں بلکہ پورے ملک ہندوستان کی ادبی فضا کو ایسے سنگ ہائے میل فراہم کئے ہیں جو اس راہ کے مسافروں کو کبھی گم کشتۂ راہ نہیں ہونے دیں گے۔ نعتیہ شاعری کو نیا رنگ و آہنگ اور جدید لب و لہجہ دے کر اس کے قد کو اردو ادب کے دیگر اصناف کے قدوں کے برابر کرنے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ جس کے لئے صنف نعت اور اردو دنیا کبھی آپ کو فراموش نہیں کرے گی۔ آپ کا نعتیہ مجموعہ "برگ ثنا" اس کی مثال کے لئے روشن دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

Naatiya Majmooa (Poetry)
"VIJDAAN"........by "Yawar Warsi"

Title by: Hira [illegible]